عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۲۱ تا ۲۷ر جمادی الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ر دسمبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۴۷

"بڑا دن"
کرسمس — تاریخی حقائق

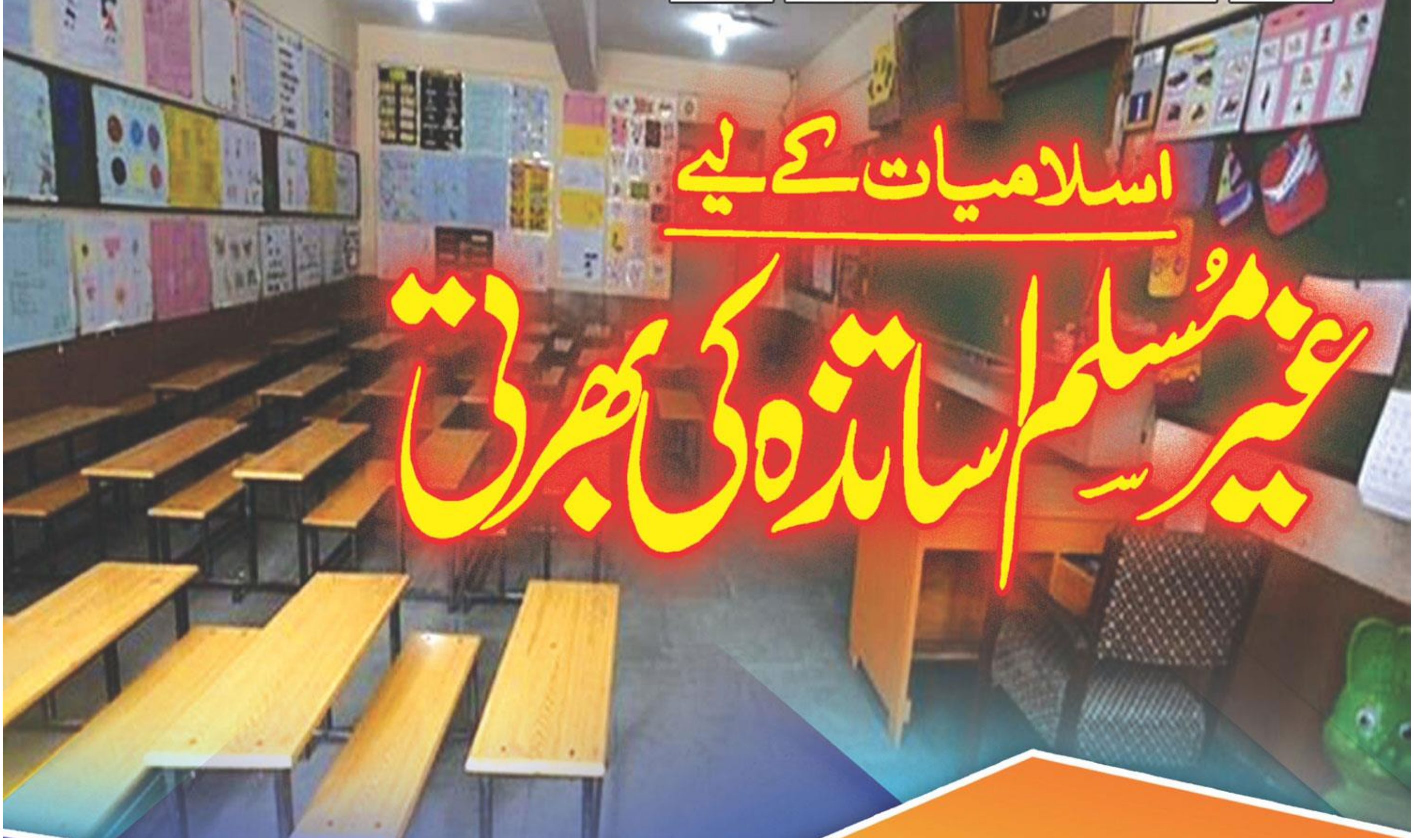

اسلامیات کے لیے
غیر مُسلم اساتذہ کی بھرتی

شیخ الحدیث مولانا کریم بخش کی رحلت

حصولِ ہدایت کے لیے محنت شرط ہے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

غلطی سے قرآن کریم کا ہاتھ سے گر جانا

س:...... اگر غلطی سے قرآن کریم ہاتھ سے یا جگہ پر رکھتے ہوئے گر جائے تو کیا اس کے لئے کوئی کفارہ دینا ہوگا یا توبہ واستغفار کر لینا کافی ہے؟

ج:...... قرآن پاک اگر خدانخواستہ ہاتھ سے گر جائے تو اس بے احتیاطی پر توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔ مگر کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں ہوگا۔ ہاں! اگر اپنے طور پر کچھ صدقہ، خیرات کرنا چاہے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

بالوں کو سیاہ رنگ لگانا

س:...... کیا مردوں اور عورتوں کے لئے بال ڈائی کرانا یا کلر کرانا جائز ہے؟ سیاہ رنگ کے علاوہ دوسرے کلر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... مرد ہو یا عورت، دونوں کے لئے اپنے بالوں میں خالص کالے رنگ کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ وہ کالی مہندی ہو یا کوئی کلر ہو۔ اس کے علاوہ دیگر کلر استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ خالص سیاہ رنگ کی چونکہ حدیث مبارکہ میں ممانعت وارد ہوئی ہے، اس لئے اس سے اجتناب کریں۔

اشارے سے سلام کرنا

س:...... کیا صرف ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کرنا درست ہے؟ جبکہ زبان سے السلام علیکم نہ کہے؟

ج:...... زبان سے سلام کہے بغیر محض ہاتھ سے اشارہ کرنا یا سر کے اشارے سے سلام کرنا درست نہیں ہے۔ یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

’’عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ رضی اللّٰہ عنہم ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لیس منا من تشبہ بغیرنا لاتشبھوا بالیھود ولا بالنصاریٰ فان تسلیم الیھود الاشارہ بالأصابع وتسلیم النصاریٰ الاشارہ بالاکف۔‘‘

(مشکوٰۃ، ص:۴۱۲، باب السلام)

ترجمہ: ’’حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غیروں سے مشابہت کرے وہ ہم میں سے نہیں، نہ تم یہودیوں کی مشابہت کرو اور نہ عیسائیوں کی، یہودیوں کا سلام کرنا انگلیوں کے اشارہ سے ہے اور عیسائیوں کا ہتھیلیوں کے اشارہ سے ہے۔‘‘

لہٰذا بغیر سلام کا تلفظ ادا کئے صرف اشاروں سے سلام کرنا منع ہے۔ ہاں اگر دور کسی کو سلام کریں اور ہاتھ سے اشارہ بھی کردیں تو کوئی حرج نہیں۔

غلطی سے حلق کروائے بغیر کپڑے پہننے والے کا حکم

س:...... ایک شخص نے عمرہ کا طواف اور سعی مکمل کرنے کے بعد غلطی سے کپڑے تبدیل کر لئے۔ اس کے بعد اس نے حلق کروایا۔ کیا اس صورت میں دم لازم آئے گا؟

ج:...... عمرہ کا طواف اور سعی کرنے سے عمرہ تو مکمل ہوگیا، مگر جب تک حلق یا قصر نہ کروائے احرام سے نہیں نکلتے اور احرام کی ساری پابندیاں لازم ہوتی ہیں۔ اس لئے احرام کی خلاف ورزی کرنے پر بعض صورتوں میں دم بھی لازم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں اگر زیادہ دیر تک یعنی پورا دن اور پوری رات یا رات دن کے اکثر حصہ میں سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے ہوں بلکہ تھوڑی دیر کے بعد ہی حلق کروالیا ہو تو ایسی صورت میں دم لازم نہیں آئے گا۔ بس تھوڑا بہت صدقہ خیرات دیدے جو کہ حدود حرم میں ہی ہو۔

واللّٰہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ — ۲۱ تا ۲۷ ؍جمادی الاول ۱۴۴۴ھ، مطابق ۱۶ تا ۲۲ ؍دسمبر ۲۰۲۲ء — شمارہ:۴۷

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیراعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسلامیات کے لیے غیر مسلم اساتذہ کی بھرتی	۵	محمد اعجاز مصطفی
حصولِ ہدایت کے لئے محنت شرط ہے	۷	حضرت ڈاکٹر عبدالسلام مدظلہ
امامِ اعظم ابوحنیفہؒ.... معاصرین کی نظر میں (۲)	۹	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث مولانا کریم بخشؒ کی رحلت	۱۲	محمد اعجاز مصطفی
بڑا دن... تاریخی حقائق	۱۳	جناب خالد محمود صاحب
حضرت سعید بن عامر جمحی رضی اللہ عنہ	۱۴	ڈاکٹر عبدالرحمن رأفت پاشاؒ
خبروں پر ایک نظر	۱۸	ادارہ
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۱	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
میرے اساتذہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ	۲۴	〃 〃 〃 〃 〃

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۷ (۶ نبوت کے واقعات)

۶:۔۔۔نیز یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ چر رہا ہے، اور قریب سے کسی ہاتف کے اَشعار کی پُرکیف آواز سنائی دے رہی ہے:

یا أیھا الناس! ذروا الأجسام

تبادروا سبقًا الی الاسلام

ترجمہ:۔۔۔''اے لوگو! مجسّموں اور مورتیوں کو چھوڑ دو اور فوراً اسلام کی طرف بڑھو۔''

شامی نے اپنی ''سیرت'' میں اس سلسلے کے چھ اَشعار نقل کئے ہیں، بہرحال حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آواز سے بھی حیران ہوئے اور اسلام کی محبت ان کے قلب میں اور بھی راسخ ہوگئی۔

۷:۔۔۔نیز یہ معجزہ رُونما ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب وہاں سے آگے بڑھے تو ''ضماذ'' کے پاس سے ان کا گزر ہوا، یہ ایک بت تھا جس کی پرستش ہوتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بت سے پانچ شعر سنے جن میں اسلام کی ترغیب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل سے باز رہنے کی تاکید تھی۔ شامی نے یہ پانچوں اَشعار بھی نقل کئے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر سراپا حیرت بن کر رہ گئے اور اسلام کی محبت مزید پختہ ہوگئی۔

۸:۔۔۔وہاں سے آگے بڑھے راستے میں ان کی ہمشیرہ فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ عنہا کا گھر آتا تھا، ان کے شوہر سعید بن زید رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ہیں، دونوں میاں بیوی سورۂ طٰہٰ کی پہلی سات آیتیں، جو انہی دِنوں تازہ نازل ہوئی تھیں، تلاوت کر رہے تھے، جب یہ آیت سنی:

''وَاِنْ تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفٰی۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْأَسْمَآئُ الْحُسْنٰی۔'' (طٰہٰ:۷،۸)

ترجمہ:۔۔۔''اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات اور اس سے زیادہ خفی بات کو جانتا ہے، (وہ) اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔'' (بیان القرآن)

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کی محبت میں بے قرار ہوگئے، گویا پہلو سے دِل نکل نکل جاتا ہے، فوراً بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور سرِ نیاز خم کردیا، اور فضا نعرۂ تکبیر سے گونج اُٹھی، یہ قصہ بڑا طویل ہے، میں نے بقدرِ کفایت یہاں نقل کردیا ہے۔

۹:۔۔۔اسی سال یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے ایک دن قبل یہ دُعا فرمائی: ''یا اللہ! ابوجہل بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو شخص تیرے نزدیک محبوب ہے اس کے ذریعے اسلام کو عزّت عطا فرما'' دَرِ اِستجابت وا ہوا، چنانچہ اگلے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں تھے، یہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے ''أَحَبُّ الرَّجُلَیْن'' (دونوں میں سے پسندیدہ شخص) کا انتخاب تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدھ کو دُعا کی اور جمعرات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی حلقہ بگوشی اختیار کی۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

اسلامیات کے لیے

غیر مسلم اساتذہ کی بھرتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اربابِ حکومت اور صاحب اقتدار و صاحب اختیار حضرات کی شاہ خرچیوں کی بدولت ہمارا ملک بیرونی قرضوں میں دن بدن دھنستا جا رہا ہے، جس کی بنا پر بیرونی ممالک آئے دن اپنی من مانی شرائط اور قیودات لگاتے رہتے ہیں۔ ہمارے ملکی نظام میں کوئی ادارہ ایسا نہیں، جہاں انہوں نے اپنی شرائط لاگو نہ کی ہوں۔ ابھی قریب ہی میں ایف اے ٹی ایف کی فہرست دیکھ لیں، گھریلو تشدد بل یا ٹرانس جینڈر بل، یہ سب غیر ملکی مطالبات کی مثالیں ہیں، ہوتا یہ ہے کہ مغرب اپنی غلیظ تہذیب کو پاکستانی مسلمانوں پر مسلط کرنے کی غرض سے ہر مطالبہ سے پہلے ڈالروں کی چمک اور جھنکار میں کہتا ہے کہ یہ بل منظور کر لو، ہم اتنے ڈالر بطور قرض دے دیں گے۔ ادھر ہمارے وزراء، مشیر، حکمران اور بیوروکریسی اپنی حکومت کو طول دینے اور اسے بچانے کی غرض سے ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور ان کے مطالبات پورے کرتے جاتے ہیں، نہ ان کو نظریہ پاکستان کی پرواہے، نہ آئین کی پرواہے اور نہ ہی اسلامی اور مشرقی تہذیب کی پرواہے، ان کی کوشش رہتی ہے کہ اسلام ہاتھ سے جاتا ہے تو جائے، مشرقی تہذیب تباہ ہوتی ہے تو ہو جائے، خاندان بکھرتے ہیں تو بکھر جائیں، لیکن مغرب ہم سے ناراض نہ ہو، اسی کا شاخسانہ ہے کہ اب اسکولوں میں اسلامیات، قادیانی، عیسائی، ہندو، سکھ اور دوسرے غیر مسلم پڑھایا کریں گے، جیسا کہ شعبہ اسلامیات، سندھ یونیورسٹی جامشورو کے ڈاکٹر بشیر احمد رند نے اس کی نشان دہی کی ہے اور کہا ہے کہ: سندھ پبلک سروس کمیشن نے تازہ سبجیکٹ اسپیشلسٹ ٹیچرز کی بھرتی کے لیے اشتہار دیا ہے، جس میں شعبہ اسلامیات میں تقرری کے لیے چار پوسٹیں مائنارٹیز کے لیے مخصوص کی گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ، زرتشت، اور قادیانی بھی اسلامیات پڑھائیں گے۔ کالج و یونیورسٹی سے وابستہ سب لوگوں کو معلوم ہے کہ اسلامیات میں ماسٹرس مسلمانوں کے ساتھ صرف قادیانی کرتے ہیں، دوسرے غیر مسلم اسلامیات میں داخلہ ہی نہیں لیتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب ہمارے مسلمان بچوں کو قادیانی اسلامیات پڑھائیں گے، جو مسلمانوں کے متفقہ عقیدے ختمِ نبوت کے منکر ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی قادیانی ٹیچر اسلامیات پڑھائے گا تو اپنے عقائد و نظریات کی پرچار کرے گا اور مسلمانوں کے بچوں کو قادیانی بنانے کی کوشش کرے گا۔ پھر اس کے نتیجے میں بہت خطرناک صورتحال پیدا ہو سکتی ہے۔ بچوں، ان کے والدین اور دینی حلقوں کی طرف سے سخت مزاحمت ہو سکتی ہے جس کے بہت بھیانک نتائج نکل سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم سیکریٹری ایجوکیشن سندھ، سندھ پبلک سروس کمیشن کی اتھارٹی، حکومت سندھ اور مقتدر شخصیات سے گزارش کرتے ہیں کہ شعبہ اسلامیات میں مائنارٹیز کے کوٹا کو ختم کریں۔ دوسری صورت میں اس کے بہت خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں۔

امید ہے کہ ہماری گزارش پر سنجیدگی سے سوچا جائے گا۔

یہ بہت ہی نازک اور خطرناک صورت حال ہے جس کی نشان دہی کی گئی ہے، اگر اس کے سامنے بند نہ باندھا گیا تو ہماری نوجوان نسل کے دین وایمان کی حفاظت کی کوئی گارنٹی نہیں رہے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ شنید یہ بھی ہے کہ صوبہ سندھ کے اسکولوں میں بچوں کو ناچ گانے سکھانے کے لیے بھی میوزک ٹیچرز کی بھرتی کی جارہی ہے، جب کہ قرآن کریم کے اساتذہ اور عربی ٹیچر کے اساتذہ کی بھرتی پر پابندی ہے۔ اب بتائیے کہ یہ حکمران اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کررہے ہیں یا مغرب اور مغربی تہذیب کی؟ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو عقل سلیم نصیب فرمائے اور انہیں اسلام، نظریہ پاکستان اور اسلامی تہذیب کے موافق پالیسی بنانے اور فیصلے کرنے کی توفیق سے نوازے، آمین۔

لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ

اور وفاق کی سابقہ وموجودہ حکومت کے کارنامے

۹؍جون ۲۰۲۱ء کو لاہور ہائی کورٹ نے مختلف درخواستوں پر ایک اہم فیصلہ دیا کہ ختم نبوت کی اہمیت کے متعلق مواد کو نصاب کا حصہ بنایا جائے اور ختمِ نبوت کے عقیدے سے متعلق عوام الناس میں آگاہی پیدا کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اس اہم ترین عقیدے کے بارے میں ماسٹر لیول تک مضامین کو لازمی پڑھایا جائے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ عدالتی احکامات پر پورا پورا عمل کیا جاتا، اس لیے کہ اس فیصلے میں کوئی ایسی بات موجود یا نظر نہیں آتی، جس پر یہ کہا جاسکے کہ اس فیصلے کو کالعدم قرار دیا جائے، لیکن ہو یہ رہا ہے کہ سابقہ وفاقی حکومت نے اس کو کالعدم کرانے کے لیے تین اپیلیں دائر کیں اور موجودہ حکومت نے بھی ان کو واپس لینے کی بجائے ان کی پیروی کرنا شروع کردی۔ جون ۲۰۲۱ء میں فیصلے کے وقت پی ٹی آئی کی حکومت تھی۔ پی ٹی آئی نے یکم اکتوبر ۲۰۲۱ء کو سپریم کورٹ میں جاکر اس فیصلے کو کالعدم قرار دینے کے لیے تین اپیلیں جمع کرائیں۔ پھر طرفہ تماشا یہ کہ پی ٹی آئی کی حکومت کے جانے کے بعد موجودہ حکومت آئی تو اس حکومت نے سابقہ حکومت کی طرف سے دائر اپیلوں کی پیروی اسی طرح کرنا شروع کردی، جس طرح سابقہ حکومت کررہی تھی۔ گویا اس اہم ترین فیصلے کو کالعدم قرار دلوانے پر سابقہ وموجودہ حکومت ایک پیج پر ہیں۔ تشویشناک امر یہ ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والے اسلامی ملک میں ایک اسلامی حکومت تحفظِ ناموسِ رسالت کے متعلق فیصلے کو کالعدم قرار دلوانے پر کیسے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرسکتی ہے؟ پھر ان اپیلوں پر ۱۸؍نومبر ۲۰۲۲ء کو سماعت تھی اور کسی کے علم میں بھی نہیں تھا کہ سماعت ہے۔ اب ۲۱؍نومبر ۲۰۲۲ء کو سماعت ہوئی ہے۔ ان خطرناک عزائم کے پیچھے کون ہے؟ اور کن لابیوں کی کارستانیاں اور دباؤ ہے؟ جن کی وجہ سے حکومت کے بدلنے کے باوجود بھی ان اپیلوں کی پیروی حکومت کرنے پر مجبور ہے؟ ہم تمام قارئینِ ہفت روزہ ختم نبوت، علماء کرام وخطباءِ عظام اور دینی وسیاسی جماعتوں کے علاوہ تمام مسلمانوں سے بڑی دل سوزی اور دردِ دل سے یہ التماس اور گزارش کرتے ہیں کہ اپنی تمام سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہوکر اس خطرناک کھیل پر منبر ومحراب، عوامی حلقوں اور اپنے اپنے پلیٹ فارم پر بھرپور آواز اُٹھائیں، تاکہ حکومت ان اپیلوں کے واپس لینے پر مجبور ہوسکے، وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

حصولِ ہدایت کے لئے محنت شرط ہے

بیان: حضرت ڈاکٹر عبدالسلام دامت برکاتہم

ہمارے دین کی بنیاد ایمانیات پر ہے:

"أمنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الأخر والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت"

أمنت باللہ کما ھو بأسمائہ و صفاتہ وقبلت جمیع احکامہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب"

یہ چیزیں ایمانیات میں سے ہیں اور یہ ہمارے دین کی بنیاد ہیں، ہم جب چھوٹے ہوتے تھے۔اسکول میں پڑھا کرتے تھے، آج تو ماحول بدل گیا۔ میں دینی مدرسے کی بات نہیں کر رہا، مدارس میں تو یہی پڑھایا جاتا ہے لیکن میں اسکول کی بات کر رہا ہوں، پہلے اساتذہ اسکول میں ایمانیات یاد کرایا کرتے تھے، آج ماحول بدل گیا ہے، ان چیزوں کو چھوڑ دیا گیا ہے، لیکن یہ بہت ضروری ہیں، ہمارے دین کی بنیاد ہی ایمان پر ہے۔

ہدایت اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضے میں رکھی ہے:

اللہ پاک نے ہدایت اپنے خزانے میں رکھی ہے، اپنے ہاتھوں میں رکھی ہے، اللہ پاک کی ذات ہاتھوں سے منزہ اور مبرا ہے، لیکن مثالاً عرض کرتے ہیں، اسی لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے ہدایت اپنے ہاتھ میں رکھی ہے، اگر ہدایت آقائے نامدار فخر موجودات امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوتی تو پتہ نہیں بلال کی باری آتی یا نہ آتی یا لیٹ آتی۔ نبی علیہ السلام کے کئی رشتے داروں کو ہدایت نہیں ملی، ابوجہل کو ہدایت نہیں ملی، ابولہب کو ہدایت نہیں ملی، لیکن اس کے مقابلے میں اللہ پاک نے ان لوگوں کو بھی ہدایت کے نور سے نوازا، جنہوں نے اپنے حساب سے قسمیں کھا رکھی تھیں کہ ہم ایمان نہیں لائیں گے، تو اللہ رب العزت نے ہدایت اپنے خزانے میں رکھی ہے، لیکن اس کے لئے محنت اور کوشش شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے، جو مرضی ہے کرتا ہے، کسی سے مشورہ کا محتاج نہیں ہے:

خواجہ غلام حسن سواگؒ کا ایک بیٹا تھا وہ بھی مرگی کا مریض تھا، اس وقت مرگی کا مرض لاعلاج تھا، اب تو اچھی اچھی دوائیاں آ گئی ہیں، میڈیسن میں کافی ترقی ہوگئی ہے، اس وقت مرگی کی بیماری لاعلاج تھی۔ حضرت کی اہلیہ ان سے عرض کرتی تھیں کہ دور دور سے لوگ آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں، دعاؤں کے لئے، دم کے لئے، تعویذ لینے کے لئے اور ٹھیک ہو جاتے ہیں جبکہ ہمارا ایک ہی بیٹا ہے اور وہ مرگی کا مریض ہے، اس کے لئے کچھ کریں، تو حضرت جواب دیتے تھے کہ "او جو بادشاہ اے او جو نئیں منیندا" (سرائیکی میں) وہ جو بادشاہ ہے وہ نہیں مانتا، وہ صمد ہے، بے نیاز ہے، اس نے ہندہ کو ہدایت دے دی، وحشیؓ کو ہدایت دے دی، وہ بادشاہ ہے جو مرضی ہے کرتا ہے، کسی سے مشورہ کا محتاج نہیں ہے۔

غزوۂ احد میں اسلام لانے سے پہلے وحشیؓ نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکالا اور ہندہ کو دیا اور انہوں نے چبا کر تھوک دیا، لیکن اللہ کی رحمت بڑی عجیب ہے، اس نے ان دونوں کو بھی ہدایت دے دی، اسی لئے اللہ پاک نے فرمایا کہ ہدایت میں نے اپنے ہاتھوں میں رکھی ہے۔

حالانکہ جب یہ ایمان لے آئے اور مسجد نبوی میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ پاک کا کرم ہے کہ اس نے تمہیں ہدایت دے دی، میرے سامنے نہ آیا کرو، میرے سامنے تم آتے ہو تو مجھے حمزہؓ یاد آ جاتے ہیں، یہ اس لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ٹھیک ہے وہ نبی ہیں، امام الانبیاء ہیں، لیکن ہیں تو بشر؟ جذبات آپ کے اندر بھی ہیں۔

ہدایت کے حصول کے لئے محنت شرط ہے:

اللہ پاک اپنے کلام پاک میں فرماتے

ہیں ’’والّذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبُلنا‘‘ جو ہمارے راستے میں جدوجہد کرے گا، محنت کرے گا، مشقت کرے گا، اس کے لئے ہم راستے کھولیں گے، ایک راستہ نہیں کئی راستے کھولیں گے، یعنی ہدایت کے راستے، ہدایت کی محنت پر اللہ پاک لگا دیں گے اور اس محنت کے ذریعے اللہ رب العزت اس کے رخ کو خیر کی طرف کر دیں گے۔ مقولہ بھی ہے ’’مَن طلب وجدّ‘‘ جو طلب میں لگا رہتا ہے، جستجو میں لگا رہتا ہے، وہ پالیتا ہے، اور جو سفر میں مستقل اپنی منزل مقصود کی طرف چلتا ہے، اللہ پاک ایک نہ ایک دن اس کو منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔

جدوجہد اور طلب ہدایت انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے جد امجد ہیں، آدم علیہ السلام کے بعد ان کو اللہ پاک نے یہ سعادت عطا کی تھی کہ آپ ابوالانبیاء تھے، (انبیاء کے والد تھے) انبیاء کے باپ تھے، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام وغیرہ کے...قرآن پاک میں ابراہیم علیہ السلام کی توحید وحدانیت کا ذکر ہے، رات کی تاریکی میں ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں میں سے ایک روشن ستارے کو دیکھا تو اس کی طرف متوجہ ہو گئے، پھر جب وہ ستارہ اس کی روشنی مدہم پڑ گئی، وہ غروب ہو گیا تو پھر چاند کی طرف متوجہ ہو گئے، چاند بڑا تھا سائز میں روشن بھی زیادہ تھا، پھر چاند بھی غروب ہو گیا، چاند کی روشنی بھی مدہم پڑ گئی، پھر ابراہیم علیہ السلام سورج کی طرف متوجہ ہو گئے، سورج کی روشنی بھی زیادہ، جسامت میں بھی بہت بڑا، پھر جب سورج بھی غروب ہو گیا، تب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے فرمایا کہ یہ تو مخلوق ہیں یہ غائب ہونے والے ہیں، یہ نظر سے اوجھل ہونے والے ہیں، فرمایا: ’’انی وجھتُ وجھیَ للّذی فطر السمٰوٰتِ والارض حنیفا‘‘ کہ میں اپنا چہرہ اس رب کی طرف کرتا ہوں، جو آسمانوں کا خالق ہے، ساتوں زمینوں کا خالق ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں، ابراہیم علیہ السلام حنیف تھے، صراط مستقیم والے سیدھے راستے پہ چلنے والے جبکہ ابراہیم علیہ السلام کے والد بت ساز بھی تھے اور بت پرست بھی، لکڑی کے بت بناتے تھے اور پھر ان بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے، ان سے حاجات طلب کرتے تھے، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بت ہیں، ان میں جان نہیں ہے، نہ یہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ کسی چیز کو پکڑ سکتے ہیں، ان میں جان نہیں ہے اور فرمایا کہ: میں اپنا چہرہ اس رب کی طرف کرتا ہوں جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے۔ اس لئے ہدایت کے حصول کے لئے محنت اور طلب شرط ہے، یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔

دین میں قربانی سنت نبوی ہے:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی دین کی جدوجہد اور محنت میں گزاری، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم دین کی محنت کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ طائف میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے، اس لئے نبی کو یہ خیال ہوا کہ مکہ مکرمہ والے سخت لوگ ہیں شاید طائف والے نرم ہوں اور وہ ہماری قدر دانی کریں، طائف کا سفر کیا، لیکن طائف والے ان سے بھی سخت نکلے، آقائے نامدار فخر موجودات امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تشریف لے گئے تو انہوں نے اوباش نوجوانوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سنگ باری کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں مبارک خون آلود ہو گئیں اور خون بہا، جوتوں میں آ گیا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے لیے ہجرت کی، اپنے گھر کو چھوڑا، وطن چھوڑا، ہر طرح کی قربانی پیش کی اور اس دین کو دنیا میں پھیلایا۔

دین میں قربانی کا مقام:

ہمارے دین میں قربانی کا بڑا مقام ہے، قربانی کبھی ضائع نہیں جاتی ہے، یہ ضرور رنگ لاتی ہے، اس لئے اکثر لوگ جو تبلیغی جماعت میں پیدل سال لگاتے ہیں، چونکہ اس میں قربانی زیادہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک سال ریگستانوں میں، پہاڑوں میں، بیابانوں میں، اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے پیدل چلنا، اللہ پاک کو کتنا رحم آتا ہے، ان بندوں پر کہ میرے دین کی محنت کے لئے چل رہے ہیں اور پھر نبی علیہ السلام کو کتنا پیار آتا ہوگا، جو نبی علیہ السلام کے مٹتے ہوئے دین کے لئے کوشش کرے گا، جدوجہد کرے گا، اللہ پاک اس کی وجہ سے ہدایت کے فیصلے فرماتے ہیں، اور استقامت عطا کرتے ہیں۔ استقامت بہت بڑی سعادت ہے، استقامت، کرامت سے بڑھ کر ہے ’’الاستقامۃ فوق الکرامۃ‘‘ اللہ پاک اعمال کی استقامت عطا فرمادے اور دین کے حصول کے لئے اور اس کی اشاعت کے لئے محنت کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔☆☆

اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ معاصرین کی نظر میں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

گزشتہ سے پیوستہ

۱۸:... اِمام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ):

''ہم اللہ کے سامنے جھوٹ نہیں بولتے (یعنی خدا گواہ ہے کہ) ہم نے اِمام ابوحنیفہؒ سے اچھی رائے کسی کی نہیں سنی، اور ہم نے ان کے اکثر اقوال کو لیا ہے۔'' (تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۴۵، مناقب ذہبی، ص:۱۹)

۱۹:... علی بن عاصم الواسطی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۱ھ):

''اگر اِمام ابوحنیفہؒ کی عقل کا نصف اہلِ زمین کی عقل سے موازنہ کیا جائے تب بھی حضرتِ اِمامؒ کا پلہ بھاری رہے گا۔'' (مناقب ذہبی، ص:۲۳)

نیز فرماتے تھے: ''اگر اِمام ابوحنیفہؒ کا علم ان کے اہلِ زمانہ کے علم سے تولا جائے تو اِمامؒ کے علم کا پلہ بھاری ہوگا۔'' (مناقب ذہبی، ص:۲۰)

۲۰:... اِمام شافعی (محمد بن ادریس رحمہ اللہ) (متوفی ۲۰۴ھ):

''لوگ فقہ میں اِمام ابوحنیفہؒ کے عیال ہیں۔'' (مناقب ذہبی، ص:۱۹)

''جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اِمام ابوحنیفہؒ کا محتاج ہے''، ''اِمام ابوحنیفہؒ فقہ کے موفق تھے''، ''جو شخص فقہ میں معرفت حاصل کرنا چاہتا ہو، وہ اِمام ابوحنیفہؒ کے اصحاب کو لازم پکڑے۔'' (تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۴۶)

''لوگ علمِ کلام میں اِمام ابوحنیفہؒ کے خوشہ چین ہیں۔'' (تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۱۶۱)

اِمام شافعی رحمہ اللہ نے ایک بار حضرتِ اِمامؒ کی قبر کے پاس صبح کی نماز پڑھی تو اس میں قنوت نہیں پڑھی، وجہ دریافت کی گئی ہے تو فرمایا: ''اس صاحبِ قبر کا ادب مانع ہوا۔'' (الخیرات الحسان، ص:۶۳)

۲۱:... اِمام نضر بن شمیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ):

''لوگ علمِ فقہ سے خواب میں تھے، اِمام ابوحنیفہؒ نے فقہ کی شرح وتفصیل کرکے انہیں بیدار کردیا۔'' (الخیرات الحسان، ص:۳۱)

۲۲:... اِمام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ):

''میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے، ان میں ابوحنیفہؒ سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔''

(مناقب ذہبی، ص:۱۸)

''میں نے ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی عاقل، افضل اور صاحبِ ورع نہیں دیکھا۔''

(مناقب ذہبی، ص:۲۹)

''میں نے ان سے زیادہ حلیم نہیں دیکھا، ان کے پاس فضیلت تھی، دِین تھا، پرہیزگاری تھی، زبان کی حفاظت تھی اور مفید کاموں کی طرف توجہ تھی۔'' (الخیرات الحسان، ص:۵۳)

۲۳:... اِمام عبداللہ بن داوٗد الخریبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ):

''اہلِ اسلام پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے لئے دُعا کیا کریں۔'' (تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۴۴، مناقب ذہبی، ص:۱۵)

۲۴:... اِمام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ):

''حضرتِ اِمامؒ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔'' (تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۴۵، مناقب ذہبی، ص:۱۹)

۲۵:... محدث عبیداللہ بن عائشہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۸ھ):

ایک دفعہ انہوں نے حضرتِ اِمامؒ کی سند سے ایک حدیث بیان فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے کہا: نہیں! ہمیں ان کی حدیث نہیں چاہئے۔ انہوں نے فرمایا: ''میاں! تم نے ان کو دیکھا نہیں، دیکھ لیا ہوتا تو تمہیں ان کی چاہت ہوتی، تمہاری اور ان کی حالت اس شعر کے مطابق ہے:

اَقِلُّوْا عَلَیْہِ وَیْحَکُمْ لَا اَبَالَکُمْ
مِنَ اللَّوْمِ اَوْ سُدُّوا الْمَکَانَ الَّذِیْ سَدَّا

(تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۶۰)

ترجمہ:... ''تمہارا ناس ہوجائے، اس پر ملامت کم کرو، یا وہ کام کرکے دِکھاؤ جو

اس نے کیا۔‘‘

۲۶:...اِمامِ جرح وتعدیل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ):

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اپنے رسالے ’’الرواۃ الثقات المتکلم فیھم بما لا یوجب ردّھم‘‘ ص:۷ میں لکھتے ہیں کہ: ’’ابنِ معین حنفیہ میں سے غالی قسم کے حنفی ہیں، اگرچہ محدث ہیں۔‘‘ (ما تمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجۃ ص:۲۷) فرمایا کرتے تھے: ’’میرے نزدیک قرأت بس ہے تو حمزہ کی، اور فقہ اِمام ابوحنیفہؒ کی۔‘‘

(تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۴۷)

۲۷:...اِمامِ اہلِ سنت احمد بن محمد بن حنبل شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ):

ابوبکر مروزی کہتے ہیں کہ: میں نے اِمام احمد بن حنبلؒ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: ’’ہمارے نزدیک اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف خلقِ قرآن کے قول کی نسبت صحیح نہیں‘‘ میں نے عرض کیا: ’’الحمدللہ، اے ابوعبداللہ! وہ علم کے بلند مرتبے پر فائز تھے‘‘ اِمام احمدؒ نے فرمایا: ’’سبحان اللہ! وہ علم، ورع، زُہد اور اِیثارِ آخرت میں ایسے مقام پر فائز تھے جس پر کوئی نہیں پہنچ سکتا، انہیں اس بات پر کوڑے لگائے گئے کہ ابوجعفر منصور کے دورِ حکومت میں قضا کے منصب کو قبول کرلیں، مگر انہوں نے کسی طرح قبول نہیں فرمایا۔‘‘

(مناقب ذہبی ص:۲۷، الخیرات ص:۳۰)

۲۸:...اِمام ابوداوٗد (سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ) (متوفی ۲۷۵ھ):

’’اللہ تعالیٰ اِمام مالکؒ پر رحمت فرمائے، وہ اِمام تھے، اللہ تعالیٰ اِمام ابوحنیفہؒ پر رحمت فرمائے، وہ اِمام تھے۔‘‘ (مناقب ذہبی ص:۲۱)

۲۹:...مؤرخ ابن الندیم (محمد بن اسحاق) (متوفی ۲۸۵ھ):

’’بر و بحر، مشرق و مغرب اور دُور ونزدیک میں جو علم ہے وہ آپؒ ہی کا مدوّن کردہ ہے، رضی اللہ عنہ۔‘‘ (فہرست ابن ندیم ص:۲۹۹)

۳۰:...حافظ مغرب ابو عمر ابن عبدالبر المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ):

’’جن حضرات نے حضرتِ اِمامؒ سے روایت لی ہے، اور آپؒ کی توثیق کی ہے اور آپ کی مدح و توصیف فرمائی ہے، وہ زیادہ ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جنھوں نے آپؒ پر نکتہ چینی کی ہے، اور جن محدثین نے آپؒ پر نکتہ چینی کی ہے، ان کا بیشتر اعتراض یہ ہے کہ آپؒ رائے اور قیاس سے بہت کام لیتے ہیں، اور آپؒ ارجاء کے قائل ہیں (یعنی اعمال کی نفی سے ایمان کی نفی نہیں ہوتی)، داناؤں کا قول ہے کہ: گزشتہ بزرگوں میں کسی شخصیت کے عبقری ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے بارے میں دو متضاد انتہا پسندانہ رائیں ہوں گی، جیسے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوئے، ایک حد سے بڑھ کر دوستی کرنے والا، اور دُوسرا حد سے بڑھ کر دُشمنی کرنے والا، اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ: ’’تیرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے، ایک محبِ مفرط، دُوسرا مبغضِ مفتری۔‘‘ اور وہ عبقری شخصیتیں جو دِین وفضل میں آخری حد تک پہنچ گئی ہوں، ان میں لوگوں کی اسی طرح متضاد اور انتہا پسندانہ رائیں ہوا کرتی ہیں۔‘‘

(جامع بیان العلم، ص:۱۴۹)

۳۱:...اِمام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد الغزالی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ):

’’اللہ کی قسم! جو طالب، غالب، مدرک، مہلک، ضار اور نافع ہے، اور جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میرا عقیدہ یہ ہے کہ اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اُمتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے معانی فقہ کے حقائق میں سب سے زیادہ غوطہ زن ہیں۔‘‘ (اِمام غزالیؒ کا خط مندرجہ ’’فضائل الانام من رسائل حجۃ الاسلام‘‘ مطبوعہ ایران ۱۳۳۳ھ منقول از تعلیقات مقدمہ کتاب العلم، ص:۶۱، از مولانا محمد عبدالرشید نعمانی مدفیضہ)

حضرتِ اِمام رحمہ اللہ کے حق میں اکابرِ اُمت کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں توصیفی کلمات میں سے یہ چند جملے نقل کئے ہیں، ان سے ہر منصف کو اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرتِ اِمام رحمہ اللہ زُہد و ورع، خوف وخشیت، علم وفضل، دیانت وتقویٰ، عقل و دانش اور دیگر اوصافِ خیر میں اپنے دور میں بھی (جو خیر القرون کا دور تھا) فائق الاقران تھے، بعد کی اُمت فقہ میں انہی کی خوشہ چین ہے۔ یہی راز ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے نصف سے زائد اُمت کو ان کی اقتدا پر جمع کردیا، اس کے باوجود جو لوگ ایسے مقبولِ بارگاہِ اِلٰہی سے سوءِ ظن رکھتے ہیں، ان کی حالت پر حسرت و افسوس کے سوا کیا عرض کیا جاسکتا ہے...؟ اِمام ربانی مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ کے الفاظ میں:

’’وائے ہزار وائے از تعصب ہائے بارد ایشاں، واز نظرہائے فاسد ایشاں، بانی فقہ ابوحنیفہؒ است، وسہ حصہ از فقہ اورا مسلم داشتہ اند، ودر رُبع باقی ہمہ شرکت دارند باوے، در فقہ صاحب خانہ

اوست، ودیگراں ہمہ عیال وے اند......باوجود التزام ایں مذہب مرابا امام شافعیؒ گویا محبت ذاتی است، و بزرگ میدانم، لہٰذا در بعضے اعمالِ نافلہ تقلید مذہب اومی نمایم، اما چہ کنم کہ دیگراں را باوجود وفورِ علم وکمالِ تقویٰ درجنب امام ابی حنیفہؒ در رنگ طفلاں می یابم، والامرالی اللہ سبحانہ۔‘‘

(مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر:۵۵)

ترجمہ:...’’افسوس! ہزار افسوس! ان کے تعصبِ بارد اور ان کی نظرِ فاسد پر، فقہ کے بانی ابوحنیفہؒ ہیں، اور علمائے فقہ کے تین حصے آپ کے لئے مسلّم رکھے ہیں، اور باقی چوتھائی میں دُوسرے حضرات آپؒ کے ساتھ شریک ہیں۔ فقہ میں صاحبِ خانہ وہ ہیں، اور دُوسرے ان کے عیال ہیں، مذہبِ حنفی کے التزام کے باوجود امام شافعیؒ کے ساتھ مجھے گویا ذاتی محبت ہے، اور ان کی عظمت و بزرگی کا قائل ہوں، اس لئے بعض نفلی اعمال میں ان کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں، لیکن کیا کروں، دُوسرے حضرات کو وفورِ علم اور کمالِ تقویٰ کے باوجود، امام ابوحنیفہؒ کے مقابلے میں بچوں کے رنگ میں پاتا ہوں۔‘‘

اس بحث کے آخر میں مناسب ہے کہ حضرت مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۵ھ) کی کتاب ’’تاریخ اہل حدیث‘‘ سے دواقتباس نقل کردیئے جائیں۔

ایک زمانے میں موصوف کو حضرتِ امام رحمہ اللہ کے خلاف لکھنے کا کچھ خیال ہوا، لیکن حق تعالیٰ شانہٗ نے ان کے دِین وتقویٰ اور صفائے باطن کی برکت سے انہیں اس بلا سے محفوظ رکھا، مولانا مرحوم خود لکھتے ہیں:

’’اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلے کے لئے کتبِ متعلقہ الماری سے نکالیں اور حضرت اِمام صاحبؒ کے متعلق تحقیقات شروع کی، تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دِل پر کچھ غبار آ گیا، جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا، یکایک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا، گویا ’’ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ‘‘ کا نظارہ ہوگیا۔ معاً خدا تعالیٰ نے میرے دِل میں ڈالا کہ یہ حضرت اِمام صاحبؒ سے بدظنی کا نتیجہ ہے، اس سے اِستغفار کرو۔ میں نے کلماتِ اِستغفار دُہرانے شروع کئے، وہ اندھیرے فوراً کافور ہوگئے، اور ان کے بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔ اس وقت سے میری اِمام صاحبؒ سے حسنِ عقیدت اور بڑھ گئی، اور میں ان شخصوں سے، جن کو حضرت اِمام صاحبؒ سے حسنِ عقیدت نہیں ہے، کہا کرتا ہوں کہ: میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ منکرینِ معارجِ قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے: ’’أَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی۔‘‘ میں نے جو کچھ عالمِ بیداری وہوشیاری میں دیکھ لیا، اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔‘‘

(تاریخ اہلِ حدیث، ص:۷۲)

دُوسری جگہ مشہور اہلِ حدیث عالم حضرت مولانا حافظ محمد عبدالمنان وزیر آبادیؒ کے حالات میں لکھتے ہیں:

’’آپ ائمہ دِین کا بہت ادب کرتے تھے، چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: جو شخص ائمہ دِین اور خصوصاً اِمام ابوحنیفہؒ کی بے ادبی کرتا ہے، اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔‘‘ (تاریخ اہلِ حدیث ص:۴۳۷، منقول از ’’مقامِ ابی حنیفہ‘‘ از مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ، ص:۱۴۸، ۱۴۹)

حق تعالیٰ شانہٗ اس آفت سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے اور سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے:

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
با درد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

ترجمہ: ’’بس تجربہ کرلیا ہم نے اس مکافات کی دُنیا میں کہ جو (شراب محبت کی) تلچھٹ پینے والوں کے ساتھ اُلجھا، وہ تباہ ہوگیا۔‘‘

(اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم، حصہ دوم، ص:۴۸ تا ۶۰)

ملفوظ گرامی

بانیٔ دار العلوم دیوبند حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ فرماتے ہیں: ’’عرض ہے کہ بے وجہ فوارۂ کفر نہ بنیں کہ جو سامنے آیا، ایک کفر کا چھینٹا جڑ دیا۔ مولویوں کا کام یہ نہیں کہ مسلمانوں کو کافر بنائیں، ان کا کام یہ ہے کہ کافروں کو مسلمان کریں۔ اعتبار نہ ہو تو پہلے علماء کرام کے افسانے یاد کرو۔ سو اس زمانے کے علماء سے ہو سکے تو اس گناہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے، دستگیری فرما کر ورطۂ حیرت سے نجات دیں اور ساحلِ سعادت تک پہنچائیں۔‘‘ (بحوالہ: تحذیر الناس)

انتخاب:.....مولوی محمد قاسم، کراچی

شیخ الحدیث مولانا کریم بخشؒ کی رحلت

مولانا محمد اعجاز مصطفی

جامعہ عمر بن خطاب ملتان کے بانی، رئیس، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا کریم بخش ۲۶؍ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۲؍ نومبر ۲۰۲۲ء بروز منگل کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد داعیِ اجل کو لبیک کہتے ہوئے عالمِ آخرت کو سدھار گئے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، إن للہ ما اخذ ولہ ما أعطی و کل شیء عندہ باجل مسمّٰی

حضرت مولانا موصوف کی پیدائش ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۴ء ضلع لودھراں کے قصبہ گیلے وال کی نواحی بستی جال میں محترم جناب محمد بخشؒ کے گھر ہوئی۔ ابتدائی دینی تعلیم اور میٹرک کی عصری تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ سائنس کالج ملتان سے بی ایس سی کیا۔ اسی کالج کے زمانہ میں تبلیغ سے وابستہ ہوئے۔ عصری تعلیم کو خیرباد کہہ کر دینی تعلیم کے لیے جامعہ محمدیہ قصبہ مڑل میں مولانا عبدالرحیم صاحبؒ کے ہاں داخلہ لیا، علومِ عالیہ کے لیے جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا انتخاب کیا۔ دورہ حدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا شبیر الحق کشمیری، حضرت مولانا محمد شریف کشمیری، حضرت مفتی عبدالستار، حضرت مولانا محمد صدیق اور حضرت مولانا فیض احمد قدس اللہ اسرارہم جیسی عبقری شخصیات تھیں۔ درسِ نظامی سے فراغت کے بعد آپ نے تبلیغ میں سات ماہ لگائے۔ اس کے بعد جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال سے تدریس کا آغاز کیا، چار سال تک یہاں تدریس کی اور مشکوٰۃ تک کی کتب پڑھائیں۔ اس کے بعد پانچ سال اپنی مادرِ علمی جامعہ محمدیہ قصبہ مڑل میں خدمات انجام دیں۔ ایک سال جامعہ قاسم العلوم ملتان میں بھی تدریس کی۔

آپ نے اپنی سوچ اور فکر کے مطابق دینی ادارہ کی ضرورت محسوس کی، اکابر علماء سے مشورہ کیا، اس کے بعد ۱۹۹۳ء میں ایک کرائے کے مکان سے جامعہ عمر بن خطابؓ کی ابتدا کی۔ اس جامعہ کی جگہ ملنے کے بعد اس کا سنگ بنیاد حضرت خواجہ خان محمد، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مفتی عبدالستار نور اللہ مراقدہم نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ حضرت مولانا نے اپنی محنت، جدوجہد اور اخلاص سے جامعہ کی آبیاری کی، اب اس ادارہ میں چار ہزار سے زائد طلبہ مرکز اور اس کی شاخوں میں زیر تعلیم ہیں۔ حضرت مولانا کریم بخش صاحبؒ نے اپنی ساری زندگی دعوت وتبلیغ کے لیے وقف کیے رکھی، آپ کے اندرون و بیرون ملک متعدد تبلیغی اسفار ہوئے، جن کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں آپ نے انگلینڈ، بیلجئم، ساؤتھ افریقا، سعودی عرب، یمن، مراکش، ملائیشیا، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے اسفار کیے۔ رائیونڈ تبلیغی مرکز سے بھی کئی ممالک کے اجتماعات میں بیانات کے لیے آپؒ کی تشکیل ہوئی۔ آپ کو یہ بڑی حسرت تھی کہ امت دوبارہ سے دعوت وتبلیغ کے کام میں متحد ہوجائے، اخیر عمر میں یہ غم آپ پر سوار تھا۔

حضرتؒ کو تفسیر اور سیرت سے خصوصی شغف تھا۔ تفسیر، سیرت اور دیگر موضوعات پر آپؒ کی متعدد تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں، جن میں تفسیر ''ھٰذا بلاغ للناس''، خلاصہ القرآن، الیواقیت الحسان فی علوم القرآن (۸ جلد) مواعظ رمضان (۱۰ جلد)، جواہراتِ رمضان، خطباتِ کریم (۲ جلدیں) سیرتِ سیدنا ابراہیم علیہ السلام، تعوذ وتسمیہ کے فضائل وبرکات، مسنون زندگی، اسم محمد (ﷺ) تسہیل الترمذی شرح جامع الترمذی (۴ جلد) خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی، تسہیل النحو شامل ہیں۔ آپؒ کے دروس، مواعظ اور بیانات کا انداز ہی منفرد تھا، آپؒ کے بیانات تصنع اور بناوٹ سے خالی ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی بات میں بڑی تاثیر رکھی تھی، ملتان اور گردونواح کے لوگ آپؒ کے ہاں جمعہ نماز پڑھنا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ حضرتؒ نے ختمِ نبوت کے عنوان پر بھی کافی کام کیا، ختم نبوت کے ہر اسٹیج پر آپؒ کے بیانات ہوئے، پچھلے سال چناب نگر کی سالانہ کانفرنس

میں اختتامی بیان بھی آپؒ کا ہوا۔ سخاوت اور اخلاقِ حسنہ آپؒ کا وصف خاص تھا، آپؒ سے ملنے والا کوئی شخص بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ آپ کا طرزِ زندگی انتہائی سادہ تھا، تمام عمر اپنا ذاتی مکان نہیں بنایا، مدرسہ کے مکان سے ہی حضرتؒ کا جنازہ اٹھا۔

مولانا کریم بخشؒ پچھلے کئی سال سے دل، گردہ اور شوگر کے عارضہ میں مبتلا تھے، مگر غیر معمولی ہمت اور حوصلے سے اپنے دینی کاموں کو بدستور جاری رکھے ہوئے تھے۔ آپ کے پسماندگان میں دو بیوگان، چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، آپؒ نے اپنی تمام اولاد کو عالم بنایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کریم بخش صاحبؒ کی تمام دینی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، آخرت کی تمام منازل آسان فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اور ان کی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین۔ ☆☆

”بڑادن“

(یعنی کرسمس ڈے.... اور تاریخی حقائق)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یوم پیدائش کے حوالے سے ”بڑا دن“ یعنی کرسمس کو بطور ”عید“ کے عیسائی دنیا میں منایا جاتا ہے، اس بارے میں خود عیسائی دنیا کی مستند ترین کتاب ”قاموس الکتاب“ اس بارے میں کیا کہتی ہے، ملاحظہ فرمائیں: ”بڑا دن: کرسمس کا مروجہ نام۔ یہ یوم ولادت مسیح کے سلسلے میں منایا جاتا ہے، چونکہ مسیحیوں کے لئے یہ ایک اہم اور مقدس دن ہے، اسی لئے اسے ”بڑا دن“ کہا جاتا ہے۔

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسیائیں اسے 25 دسمبر کو، مشرقی آرتھوڈوکس کلیسیا 6 جنوری کو اور آرمینیہ کی کلیسیا 19 جنوری کو مناتی ہے۔ کرسمس کے تہوار کا 25 دسمبر پر ہونے کا ذکر پہلی مرتبہ شاہ قسطنطین کے عہد میں 325 عیسوی کو ہوا۔

یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اولین کلیسیائیں بڑا دن مناتی تھیں یا نہیں، تاہم جب سے یہ شروع ہوا بڑا مقبول ہوا ہے، اگرچہ بعض رسومات جو مسیحی نہیں تھیں کرسمس سے منسوب کی گئی ہیں، تاہم اب انہوں نے بھی مسیحی رنگ اپنا لیا ہے۔ مثلاً کرسمس ٹری (کرسمس کا درخت) اب اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ یہ خدا کی طرف اشارہ کرتا اور اس کی نعمتوں کی یاددہانی کراتا ہے۔

یاد رہے کہ خداوند مسیح کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں، تیسری صدی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے 20 مئی کو منایا جائے، لیکن 25 دسمبر کو پہلے پہل رومہ میں اس کے لئے مقرر کیا گیا، تاکہ اس وقت کے غیر مسیحی تہوار جشن زحل کو Saturnalia جو راس الجدی کے موقع پر ہوتا تھا، پس پشت ڈال کر اس کی جگہ خداوند مسیح کی سالگرہ منائی جائے۔ (قاموس الکتاب، ص147،148)

حضرت مسیح علیہ السلام کی یوم پیدائش یا بڑا دن یا کرسمس ڈے کے سلسلہ میں یہ ساری باتیں عیسائی دنیا کی مستند ترین کتاب قاموس الکتاب میں مذکور ہیں، جس میں یہ اقرار بھی موجود ہے کہ ”حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں“ اور ہم بھی قاموس الکتاب کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ”جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں ہے، تو پھر کیونکر عیسائی دنیا ظن اور تخمینہ کی بنا پر کرسمس ڈے یا بڑا دن مناتی ہے؟

جناب خالد محمود صاحب (سابقہ یوئیل کندن)، کراچی

’’صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة‘‘

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت سعید بن عامر جمحی رضی اللہ عنہ

’’جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمن رأفت پاشا مرحوم (مصر)

مترجم: جناب اقبال احمد قاسمی، یو کے اسلامک مشن

نوجوان سعید بن عامر رضی اللہ عنہ ہزاروں انسانوں میں سے ایک تھے جو سرداران قریش کی دعوت پر مکہ سے باہر مقام تنعیم پر صحابیٔ رسول جناب خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے قتل کا تماشا دیکھنے کے لیے اکٹھا ہوئے تھے جن کو کفار نے غداری سے گرفتار کیا تھا۔

وہ اپنی بھرپور جوانی اور پُرجوش شباب کے بل پر مجمع کو ڈھکیلتے اور اس میں سے اپنے لیے راستہ بناتے ہوئے ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جیسے روساء قریش کے پہلو بہ پہلو جا کھڑے ہوئے جو اس مجمع میں نمایاں مقام پر کھڑے تھے۔ اس طرح اسے اس بات کا موقع ملا کہ وہ قریش کے قیدی کو دیکھ سکے جو وہاں پابہ زنجیر لایا گیا تھا جس کو قریش کی عورتیں، بچے اور جوان ڈھکیلتے ہوئے موت کے میدان کی طرف لا رہے تھے تاکہ اسے قتل کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام لے سکیں اور غزوۂ بدر میں مارے جانے والے اپنے اعزہ و اقارب کا بدلہ چکا سکیں۔

جب یہ زبردست ہجوم اپنے قیدی کو لیے ہوئے اس جگہ پہنچ گیا جو اس کے قتل کے لیے بنائی گئی تھی تو نوجوان سعید بن عامر ایک جگہ رک کر ہجوم کے درمیان سے جناب خبیب رضی اللہ عنہ کو دیکھنے لگے انہوں نے دیکھا کہ خبیب کو تختہ دار کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ اس نے عورتوں اور بچوں کی چیخ پکار اور شور وغل کے درمیان سے ابھرتی ہوئی خبیب رضی اللہ عنہ کی وہ باوقار اور پُرسکون آواز سنی جو ان کے پردۂ سماعت سے ٹکرائی تھی۔

’’اگر تم لوگ چاہو تو قتل سے پہلے مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کا موقع دے دو۔‘‘

پھر سعید نے دیکھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی نے قبلہ رو ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ آہ! کیسی حسین اور کتنی مکمل تھیں وہ دو رکعتیں۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے زعما قریش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

’’واللہ! اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم میرے متعلق اس بدگمانی میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ میں موت سے ڈر کر نماز کو طول دے رہا ہوں تو میں اور لمبی اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھتا۔‘‘

پھر سعید نے بہ چشم سر اپنی قوم کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ زندہ ہی خبیب رضی اللہ عنہ کا مثلہ کر رہے ہیں ان کے اعضاء جسم کو یکے بعد دیگرے کاٹ رہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں: ’’کیا تم یہ بات پسند کرو گے کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جگہ یہاں ہوتے اور تم اس تکلیف سے نجات پا جاتے؟‘‘

تو خبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (اور اس وقت ان کے جسم سے بے تحاشا خون بہہ رہا تھا) ’’اللہ کی قسم! مجھے تو اتنا بھی گوارا نہیں کہ میں امن واطمینان کے ساتھ اپنے اہل وعیال میں رہوں اور اللہ کے نبی کے پاؤں کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔‘‘

اور یہ سنتے ہی لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو فضا میں بلند کرتے ہوئے چیخنا شروع کر دیا۔

’’مار ڈالو اسے، قتل کر دو اسے۔‘‘

پھر سعید بن عامر کی آنکھوں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے تختہ دار سے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا:

"اللّٰھم احصھم عددا۔ واقتلھم بددا ولاتغادر منھم احدا۔"

"خدایا! انہیں ایک ایک کر کے گن لے۔ انہیں منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔"

پھر انہوں نے آخری سانس لیا اور روح پاک اپنے رب کے حضور پہنچ گئی۔ اس وقت ان کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ان گنت زخم تھے۔

اس کے بعد قریش مکہ لوٹ آئے اور بڑے بڑے واقعات وحادثات کے ہجوم میں خبیب رضی اللہ عنہ اور ان کے قتل کا واقعہ ان کے ذہنوں سے اوجھل ہو گیا۔ لیکن نوجوان سعید بن عامر جمحی خبیب رضی اللہ عنہ کی مظلومیت اور ان کے دردناک قتل کے اس دل خراش منظر کو اپنے لوح ذہن سے ایک لحہ کے لیے محو نہ کرسکا، وہ سوتے تو خواب میں ان کو دیکھتے اور عالم بیداری میں اپنے خیالات میں ان کو موجود پاتے۔ یہ منظر ہر وقت اس کی نگاہوں کے سامنے رہتا کہ خبیب رضی اللہ عنہ تختۂ دار کے سامنے بڑے سکون واطمینان کے ساتھ کھڑے دو رکعتیں ادا کر رہے ہیں اور ان کے پردہ سماعت سے ہر وقت ان کی وہ درد بھری آواز ٹکراتی رہتی۔ جب وہ قریش کے لیے بددعا کر رہے تھے اور ان کو ہر وقت اس بات کا ڈر لگا رہتا کہ کہیں آسمان سے کوئی بجلی یا کوئی چٹان گر کر اسے ہلاک نہ کر دے۔

پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے سعید کو وہ باتیں بتا دیں جو پہلے سے ان کے علم میں نہ تھیں۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ حقیقی زندگی یہی ہے کہ آدمی ہمیشہ سچے عقیدے کے ساتھ چمٹا رہے اور زندگی کی آخری سانس تک اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتا رہے۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے سعید کو یہ بھی بتا دیا کہ ایمان راسخ کیسے کیسے حیرت انگیز کارنامے انجام دیتا ہے اور اس سے کتنے محیر العقول افعال ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے سعید کو ایک اور بڑی اہم حقیقت سے آگاہ کیا کہ وہ شخص جس کے ساتھی اس سے اس طرح ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ واقعی برحق رسول اور سچا نبی ہے اور اسے آسمانی مدد حاصل ہے۔

اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے سعید بن عامر کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیا۔ وہ قریش کی ایک مجلس میں پہنچے اور وہاں کھڑے ہو کر انہوں نے قریش اور ان کے کالے کرتوتوں سے اپنی بے تعلقی ونفرت اور ان کے معبودان باطل سے اپنی بے زاری وبرأت اور اپنے دخول اسلام کا برملا اور کھلم کھلا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اور مستقل طور پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کر لی۔ اور غزوۂ خیبر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرِکاب رہے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے جوار رحمت میں منتقل ہو گئے تو حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں خلفاء جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں شمشیر برہنہ بن گئے اور انہوں نے اپنی تمام جسمانی اور نفسانی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے تابع کر کے اپنی زندگی کو اس مومن صادق کی زندگی کا نادر اور بے مثال نمونہ بنا کر پیش کیا جس نے دنیوی عیش و عشرت کے عوض آخرت کی ابدی ولافانی کامیابی و فائز المرامی کا سودا کر لیا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دونوں جانشین ان کی نصیحتوں کو بہت غور سے سنتے اور ان کی باتوں پر پورا پورا دھیان دیتے تھے۔ ایک بار وہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی ایام میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے ان سے کہا:

"جناب عمر (رضی اللہ عنہ) میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ رعایا کے بارے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں لوگوں کا کوئی خوف نہ کیجئے اور آپ کے اندر قول و عمل کا تضاد نہ پایا جائے بہترین قول وہی ہے جس کی تصدیق عمل سے ہوتی ہو۔"

انہوں نے سلسلۂ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا: "عمر (رضی اللہ عنہ)! دور ونزدیک کے ان تمام مسلمانوں پر ہمیشہ اپنی توجہ مرکوز رکھیے جن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے آپ پر ڈالی ہے اور ان کے لیے وہی باتیں پسند کیجیے جو آپ خود اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے پسند کرتے ہیں اور حق کی راہ میں بڑے سے بڑے خطرے کی بھی پرواہ نہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کو خاطر میں نہ لائیے۔"

"سعید (رضی اللہ عنہ)! یہ سب کس کے بس کی بات ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ باتیں سن کر فرمایا:

"یہ آپ جیسے شخص کے بس کی بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ دار بنایا ہے جس کے اور اللہ کے درمیان کوئی دوسرا حائل نہیں ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔

اس گفتگو کے بعد خلیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ سے حکومت کی

ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلے میں تعاون کی خواہش ظاہر کی اور فرمایا: ”سعید! میں تم کو حمص کا گورنر بنا رہا ہوں۔“

”عمر (رضی اللہ عنہ)! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، مجھے آزمائش میں نہ ڈالیے۔“

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا:

ان کا یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدرے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

”خدا تمہارا بھلا کرے، تم لوگ حکومت کی بھاری ذمہ داریاں میرے سر ڈال کر خود اس سے کنارہ کش ہو جانا چاہتے ہو، خدا کی قسم! میں تم کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔“

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حمص کی گورنری ان کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا:

”میں تمہارے لیے تنخواہ نہ مقرر کر دوں؟“

”امیر المومنین! مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ بیت المال سے جو وظیفہ مجھے ملتا ہے وہ میری ضروریات سے فاضل ہے۔“ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اور وہ حمص کے لیے روانہ ہوگئے۔

اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد اہل حمص کے کچھ قابل اعتماد لوگوں پر مشتمل ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں باریاب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ مجھے اپنے یہاں کے فقراء اور حاجت مندوں کے نام لکھ کر دو تا کہ میں ان کی ضروریات کی تکمیل کا کوئی بندوبست کر دوں۔

تعمیل حکم میں انہوں نے خلیفہ کے سامنے جو فہرست پیش کی اس میں تھا۔ فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں اور سعید بن عامر۔

”سعید بن عامر؟ کون سعید بن عامر؟“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حیرت سے پوچھا۔

”ہمارے گورنر!“ ارکان وفد نے جواب دیا۔

”تمہارا گورنر؟ کیا تمہارا گورنر فقیر ہے؟“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید حیرت سے پوچھا:

”جی ہاں، امیر المومنین! خدا کی قسم! کتنے ہی دن ایسے گزر جاتے ہیں کہ ان کے گھر میں آگ نہیں جلتی۔“ وفد نے مزید وضاحت کی۔

یہ سن کر جناب عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ وہ دیر تک روتے رہے حتیٰ کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی، پھر وہ اٹھے اور ایک ہزار دینار ایک تھیلی میں رکھ کر اسے ارکان وفد کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: ”سعید سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ امیر المومنین نے یہ مال آپ کے لیے بھیجا ہے تا کہ آپ اس سے اپنی ضرورتیں پوری کریں۔“

وفد کے لوگ دیناروں کی وہ تھیلی لے کر حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور اسے ان کے سامنے پیش کر دیا۔ انہوں نے اس تھیلی اور اس میں رکھے ہوئے دیناروں کو اپنے سے دور ہٹاتے ہوئے فرمایا: اناللہ وانا الیہ راجعون، جیسے ان کے اوپر کوئی بڑی مصیبت نازل ہوگئی ہو۔ آواز سن کر ان کی بیوی گھبرائی ہوئی ان کے پاس آئیں اور بولیں: ”سعید! کیا بات ہے؟، کیا امیر المومنین کا انتقال ہوگیا؟“

”نہیں! اس سے بھی بڑا حادثہ پیش آیا ہے۔“

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا:

”کیا کسی جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوگئی ہے؟“، اہلیہ نے سوال کیا: ”نہیں! اس سے بھی بڑی افتاد آ پڑی ہے؟“

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

”اس سے بڑی افتاد کیا ہو سکتی ہے؟“ بیوی نے پھر پوچھا: ”دنیا میرے گھر میں داخل ہوگئی ہے۔ تا کہ میری آخرت کو تباہ کر دے۔“

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے تشویشناک لہجے میں جواب دیا۔

”اس سے چھٹکارا حاصل کر لو۔“ بیوی نے ہمدردانہ مشورہ دیا۔ ابھی تک وہ دیناروں کے متعلق کچھ نہیں جانتی تھیں۔

”کیا تم اس معاملے میں میری مدد کر سکتی ہو؟“ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

”ہاں! کیوں نہیں۔“ بیوی نے جواب دیا۔

پھر حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے تمام دیناروں کو بہت سی چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں رکھ کر انہیں غریب اور حاجت مند مسلمانوں میں تقسیم کروا دیا۔ اس بات کو ابھی کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کے دورے پر وہاں کے حالات معلوم کرنے کے لیے تشریف لائے۔ اس دورے میں جب آپ حمص پہنچے (اس زمانے میں حمص کو کویفہ بھی کہا جاتا تھا اس لیے کہ وہاں کے باشندے بھی اہل کوفہ کی طرح اپنے عمال اور حکام کی بہ کثرت شکایتیں کرنے میں مشہور تھے) تو جب اہل حمص خلیفہ سے سلام وملاقات کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خلیفہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے اس نئے امیر کو کیسا پایا؟ جواب میں انہوں نے امیر المومنین کے سامنے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی چار شکایتیں پیش کیں جن میں سے ہر ایک شکایت دوسرے سے بڑی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”میں نے ان کو اور سعید (رضی اللہ عنہ) کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ سعید (رضی اللہ عنہ) کے متعلق میرے حسن ظن کو صدمہ نہ

پہنچائے، کیونکہ میں ان کے متعلق بہت زیادہ خوش گمان تھا، جب شکایت کرنے والے اور ان کے امیر سعیدؓ بن عامر میرے پاس یکجا ہو گئے تو میں نے دریافت کیا کہ تم کو اپنے امیر سے کیا شکایت ہے؟

''جب تک خوب دن نہیں چڑھ آتا یہ اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتے'' معترضین نے کہا:

''میں نے سعید سے دریافت کیا کہ سعید (رضی اللہ عنہ)! تم اس شکایت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' سعید رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر بولے: ''اللہ کی قسم! میں اس بات کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اس کو ظاہر کئے بغیر چارہ نہیں ہے، بات یہ ہے کہ میرے گھر میں کوئی خادمہ نہیں ہے، اس لیے ذرا سویرے اٹھتا ہوں تو پہلے آٹا گوندھتا ہوں، پھر تھوڑی دیر انتظار کرتا ہوں، تاکہ اس کا خمیر اٹھ جائے، پھر روٹیاں پکاتا ہوں، اس کے بعد وضو کر کے لوگوں کی ضرورت کے لیے باہر نکلتا ہوں۔'' میں نے اہل حمص سے پوچھا کہ تمہاری دوسری شکایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ''یہ رات کے وقت کسی کا جواب نہیں دیتے۔''

میں نے پوچھا کہ ''سعید اس شکایت کے متعلق تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ''اللہ کی قسم! میں اس بات کو بھی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا تھا، میں نے دن کے اوقات ان لوگوں کے لیے اور رات کے اوقات اپنے رب کے لیے مخصوص کر رکھے ہیں۔ میں نے معترضین سے کہا:

اب تم اپنی تیسری شکایت بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ یہ مہینے میں ایک بار دن بھر گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ میں نے دریافت کیا کہ ''سعید! تم اس شکایت کا کیا جواب دیتے ہو؟'' سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''امیر المؤمنین! میرے پاس کوئی خادم نہیں ہے اور جسم کے ان کپڑوں کے سوا میرے پاس اور کوئی کپڑا نہیں ہے، میں ان کو مہینے میں صرف ایک بار دھوتا ہوں اور ان کے خشک ہونے کا انتظار کرتا ہوں اور سوکھنے کے بعد دن کے آخری حصے میں انہیں پہن کر باہر آتا ہوں۔''

میں نے معترضین سے کہا کہ اب تم اپنی آخری شکایت بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ ''ان کو رہ رہ کر غشی کے دورے پڑتے ہیں اور یہ اپنے گرد وپیش سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔''

میں نے کہا: ''سعید (رضی اللہ عنہ)! تمہارے پاس اس شکایت کا کیا جواب ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ''میں خبیبؓ بن عدی کے قتل کے وقت موقع پر موجود تھا اور اس وقت میں مشرک تھا۔ میں نے قریش کو دیکھا کہ وہ ان کے جسم کا ایک ایک عضو کاٹتے جاتے اور ساتھ ہی یہ کہتے جاتے کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ آج تمہاری جگہ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے اور تم اس تکلیف سے نجات پا جاتے؟

تو وہ جواب دیتے کہ ''خدا کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میں اطمینان وسکون کے ساتھ اپنے اہل وعیال میں رہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں میں ایک پھانس بھی لگ جائے۔''

''خدا کی قسم! جب مجھ کو وہ منظر یاد آتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد آتا ہے کہ میں نے اس وقت ان کی مدد کیوں نہ کی تو مجھے اس بات کا شدید خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کوتاہی کو ہرگز معاف نہیں کرے گا اور اسی وقت میرے اوپر غشی طاری ہو جاتی ہے۔'' یہ سن کر میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے سعید (رضی اللہ عنہ) کے متعلق میرے حسن ظن کو صدمہ نہیں پہنچنے دیا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے ایک ہزار دینار بھیجے تاکہ ان سے وہ اپنی ضروریات پوری کریں۔ جب ان کی اہلیہ نے ان دیناروں کو دیکھا تو بولیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو آپ کی خدمات سے بے نیاز کر دیا۔ اب آپ اس رقم سے ہمارے لیے ایک غلام اور ایک خادمہ خرید دیجئے۔ یہ سن کر حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں ہے؟'' اس سے بہتر؟ اس سے بہتر کیا چیز ہے؟ اہلیہ نے پوچھا: ''یہ رقم ہم اس کے پاس جمع کر دیں جو اسے ہم کو اس وقت واپس کر دے، جب ہم اس کے زیادہ ضرورت مند ہوں۔'' حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے بات سمجھائی۔ اس کی کیا صورت ہوگی؟ اہلیہ نے وضاحت چاہی۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''ہم یہ رقم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے دیں''

اہلیہ نے کہا: ''ہاں یہ بہتر ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔'' پھر حضرت سعیدؓ نے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے ان تمام دیناروں کو بہت سی تھیلیوں میں رکھ کر اپنے گھر کے ایک آدمی سے کہا کہ ''انہیں فلاں قبیلے کی بیواؤں، فلاں قبیلے کے یتیموں، فلاں قبیلے کے مسکینوں اور فلاں قبیلے کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دو۔''

اللہ تعالیٰ حضرت سعید بن عامر جمحی رضی اللہ عنہ سے راضی ہو۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خود محتاج اور ضرورت مند ہوتے ہوئے بھی اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔☆☆☆

خبروں پر ایک نظر

6 قادیانیوں کے خلاف خود کو مسلمان ظاہر کرنے کا مقدمہ درج

عدالت میں جمع دستاویزات میں شعائر اسلام کا استعمال کیا تھا، پولیس کی ٹال مٹول پر وکلا سراپا احتجاج: تھانہ کا گھیراؤ

کراچی (رپورٹ: سیّد علی حسن) تھانہ سٹی کورٹ پولیس کی جانب سے قادیانیوں کی جانب سے عدالت میں جمع کرائی گئی دستاویزات میں شعائر اسلام استعمال کرنے کے خلاف مقدمہ اندراج سے انکار پر وکلاء سراپا احتجاج بن گئے۔ پولیس کی ٹال مٹول پر وکلاء نے تھانے کا گھیراؤ کرکے ایک گھنٹے کا الٹی میٹم دیا۔ اعلیٰ پولیس افسران سے مذاکرات کے بعد تھانہ سٹی کورٹ میں 6 قادیانیوں کے خلاف دستاویزات میں شعائر اسلام اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے کا مقدمہ درج کرلیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق جوڈیشل مجسٹریٹ شرقی کی عدالت میں تھانہ جمشید کوارٹرز میں قادیانیوں کے خلاف شعائر اسلام استعمال کرنے سے متعلق مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ سماعت پر ملزمان ظہیر، ناصر، یاسر، شہزاد، ظفر اور نعم اللہ اپنے وکیل کے ساتھ پیش ہوئے۔ ملزمان کے وکیل کی جانب سے زیر دفعہ 249 سی آر پی سی کی درخواست جمع کرائی گئی۔ دوران سماعت درخواست کی کاپی مدعی مقدمہ کو فراہم کی گئی۔ عدالت نے ملزمان کے وکیل کی درخواست پر سرکاری وکیل کو نوٹس جاری کردیئے۔ عدالت نے مذکورہ مقدمہ کی سماعت 17/ دسمبر تک ملتوی کردی، آئندہ سماعت پر ملزمان کو مقدمہ کی نقول فراہم کی جائیں گی اور ملزمان کی درخواست پر دلائل سنے جائیں گے، بعدازاں ملزمان کی درخواست مدعی مقدمہ اور ان کے وکلاء نے پڑھی تو اس میں قادیانی ملزمان کی جانب سے شعائر اسلام کا استعمال کیا گیا تھا اور خود کو احمدی مسلم لکھ رکھا تھا جس پر وکلا منظور احمد راجپوت ایڈووکیٹ، خالد نواز مروت، غلام اکبر جتوئی، اعجاز سومرو اور مدعی مقدمہ ملزمان کے خلاف ایک اور مقدمہ اندراج کرانے کے لئے تھانہ سٹی کورٹ پہنچے۔ معلوم ہوا کہ وکلا اور دیگر افراد کی جانب سے ایس ایچ او تھانہ سٹی کورٹ کو مقدمہ اندراج کی درخواست دی گئی تو انہوں نے فوری طور پر انکار کرتے ہوئے کہا کہ ایس پی سے اجازت کے بعد مقدمہ درج کیا جائے گا اور دو گھنٹے کا وقت مانگا گیا، جس پر وکلاء سراپا احتجاج بن گئے۔ وکلاء کی جانب سے پہلے تھانے کے اندر احتجاج کیا گیا اور پھر پولیس کو دوپہر ایک بجے تک کا الٹی میٹم دینے کے بعد تھانہ سٹی کورٹ کے باہر احتجاج کیا گیا۔ اس دوران سٹی کورٹ میں موجود وکلاء کی بڑی تعداد احتجاج میں شامل ہوگئی۔ وکلاء کی جانب سے فوری طور پر مقدمہ اندراج کا مطالبہ کیا گیا۔ وکلاء کے احتجاج پر ڈی ایس پی وہاں پہنچے اور بات چیت کے بعد مدعی احمد عبدالخالق کی مدعیت میں قادیانیوں کے خلاف مقدمہ الزام نمبر 2022/172 درج کرلیا گیا۔ مقدمہ کے متن کے مطابق مدعی نے شکایت درج کراتے ہوئے بیان دیا کہ شعائر اسلام استعمال کرنے پر قادیانیوں کے خلاف تھانہ جمشید کوارٹر میں درج مقدمہ الزام نمبر 2022/527 کی سماعت جوڈیشل مجسٹریٹ شرقی کی عدالت میں ہوئی۔ ملزمان ظہیر، ناصر، یاسر، شہزاد، ظفر اور نعیم اللہ اپنے وکیل کے ساتھ پیش ہوئے جو کہ خود قادیانی ہے۔ انہوں نے زیر دفعہ 249 سی آر پی سی کے تحت درخواست جمع کرائی جو میں نے موصول کرنے کے بعد دیکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ھوالناصر لکھا ہوا ہے۔ جبکہ دوسرے کاغذ پر بھی شعائر اسلام لکھے ہوئے تھے۔ آئین پاکستان کی دفعہ آرٹیکل 260(3) تعزیرات پاکستان کی دفعہ B/298 اور C/298 کے تحت قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کرسکتے۔ علی احمد طارق نے اپنے نام کے ساتھ سیّد کا لفظ استعمال کیا ہے۔ میرا دعویٰ ملزمان کے خلاف شعائر اسلام اور اپنے نام کے ساتھ سید کا لفظ استعمال کرنے پر مقدمہ کا اندراج کیا جائے۔ اس سے متعلق مدعی مقدمہ کے وکیل خالد نواز مروت ایڈووکیٹ نے امت کو بتایا کہ جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں شعائر اسلام استعمال کرنے پر درج مقدمہ کی سماعت پر قادیانیوں کی جانب سے جو دستاویزات جمع کرائے گئے، اس میں انہوں نے اسلامی کلمات استعمال کئے۔ جیسے:

بسم اللہ، سلام، صلوٰۃ وغیرہ تاہم آئین وقوانین کے مطابق قادیانی اسلامی کلمات استعمال نہیں کرسکتے۔ جبکہ انہوں نے دستاویزات میں خودکو احمدی مسلم لکھ رکھا ہے۔ قادیانی خودکو مسلمان ظاہر نہیں کرسکتے۔ اس سے متعلق سپریم کورٹ کا بھی حکم ہے کہ غیر مسلم خود کو غیر مسلم ڈکلیئر کریں گے۔ قادیانیوں کے مذکورہ عمل پر ہم تھانہ سٹی کورٹ گئے اور ایس ایچ او کو مقدمہ اندراج کی درخواست دی۔ اس کے علاوہ ایس ایچ او کو تمام دستاویزی ثبوت بھی فراہم کئے مگر ایس ایچ او نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ ایس پی سے اجازت کے بعد مقدمہ درج کریں گے۔ جس پر ہم نے کہا کہ مقدمہ درج کرنے کا اختیار ایس ایچ او کا ہوتا ہے مگر پھر بھی مقدمہ درج نہیں کیا گیا، جس پر ہم وکلاء اور دیگر لوگوں نے تھانہ میں احتجاج کیا اور دوپہر ایک بجے تک کا الٹی میٹم دیا۔ ہمارے احتجاج پر علاقے کے ڈی ایس پی تھانہ میں آئے اور انہوں نے ایس پی سے بات کی اور اجازت لی۔ جس کے بعد تھانہ سٹی کورٹ میں مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ اس حوالے سے ایس ایچ او تھانہ سٹی کورٹ اختر سموں نے امت کو بتایا کہ قادیانیوں کے خلاف تھانہ جمشید کوارٹر میں درج مقدمہ میں ملزمان نے جوڈیشل مجسٹریٹ شرقی کی عدالت نمبر 17 میں درخواستیں جمع کرائیں اور درخواستوں میں شعائر اسلام استعمال کر رکھے تھے جس پر مدعی اوران کے وکیل نے مقدمہ اندراج کی درخواست دی کہ قادیانی کافر ہیں وہ شعائر اسلام استعمال نہیں کرسکتے جس پر میں نے درخواست وصول کی اور ایس پی سے اجازت لے کر مقدمہ اندراج کا کہا کیونکہ معاملہ حساس تھا اور اس پر اعلیٰ حکام کو آگاہ کرنا ضروری سمجھا، مگر وہ لوگ بضد تھے کہ فوری مقدمہ درج ہو بعد میں ایس پی کی اجازت سے مقدمہ کا اندراج کرلیا ہے۔ قادیانیوں کے خلاف مقدمہ الزام نمبر/1722022 درج کیا گیا ہے اور مزید کارروائی کی جارہی ہے۔

(روزنامہ امت کراچی، ۲۲/نومبر ۲۰۲۲ء)

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، سنجر چانگ

رپورٹ: مفتی ذوالفقار علی، جامعہ صدیق اکبر، ٹنڈو الہ یار

18/نومبر 2022ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء سنجر چانگ میں گیارھویں سالانہ ختم نبوت و دستارِ فضیلت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ الحمدللہ! یہ کانفرنس گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی بڑے تزک واحتشام سے منعقد ہوئی۔

سنجر چانگ کی یہ کانفرنس بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہاں قریب ہی قادیانیوں کی بڑی اسٹیٹ بشیر آباد کے نام سے موجود ہے، جہاں مرزائیوں کا خلیفہ مرزا مسرور سیٹلائٹ کے ذریعے ارتداد کی تبلیغ کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ یہاں مرزائیوں کا بڑا جلسہ ہونا تھا۔ جب اس جلسے کا علم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مبلغ مولانا محمد علی صدیقیؒ کو ہوا تو انہوں نے انتظامیہ سے مل کر جلسہ رکوا دیا تھا، الحمدللہ! اب مرزائیوں کا کوئی جلسہ نہیں ہوتا، تاہم ختم نبوت کا جلسہ ہر سال بڑی دھوم دھام سے ہو رہا ہے۔

2011ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کے مشورہ سے یہاں سنجر چانگ میں مدرسہ عربیہ خاتم النبیین کی بنیاد رکھی گئی۔

مولانا قادر بخش نقشبندیؒ اور ان کے رفقا مفتی محمد عرفان اور مولانا محمد راشد محبوب نے بڑی محنت سے مدرسے کی تعمیر کرائی اور اس کا اہتمام مولانا قادر بخشؒ کے سپرد کیا۔ کئی سال تک مولانا اس ادارے کی ذمہ داری نبھاتے رہے، زندگی کے آخری سالوں میں بیماریوں کی وجہ سے یہ ذمہ داری نوجوان عالم فاضل جامعہ صدیق اکبر مولانا بلال احمد بھان کے سپرد کردی، اب اہتمام مولانا بلال احمد کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف سے خوب کام لے رہے ہیں۔

پہلی کانفرنس بڑی یادگار کانفرنس تھی، جس میں ہمارے اکابر علماء کرام محدث العصر استاذ العلماء حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحبؒ، شہید ختم نبوت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ، حضرت مولانا عبدالغفور قاسمیؒ سجاول اور دیگر علماء کرام شریک ہوئے تھے۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت، استاذ المبلغین حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد، حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی اور مبلغین ختم نبوت کی سرپرستی میں ہر سال بحمداللہ تعالیٰ! یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس سنجر چانگ کی صدارت ہر سال استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سلیم مدظلہ مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور فرماتے ہیں، سرپرستی ونگرانی حضرت مفتی محمد عرفان صاحب، حضرت مولانا راشد محبوب صاحب فرماتے ہیں۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے دو اجلاس رکھے گئے تھے، ہماری خوش قسمتی تھی کہ دوسرے اجلاس میں مولانا توصیف احمد صاحب سابق مبلغ ختم نبوت حیدرآباد، حال مقیم مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کی بھی شرکت ہوئی، مولانا نے حاضرین کے سامنے ختم نبوت کے کام کی اہمیت پر پُرمغز گفتگو فرمائی، فجزا اللہ تعالیٰ۔ اجلاس میں شہر بھر کے علماء کرام وائمہ مساجد کو جمع کیا گیا، الحمدللہ اجلاس میں شہر بھر کے علماء کرام و ائمہ مساجد نے بھرپور شرکت کی۔

کانفرنس کی تیاری میں مبلغ ختم نبوت مولانا محمد ابرار شریف، مولانا بلال احمد بھان مہتمم مدرسہ خاتم النبیین سنجر چانگ، مفتی ذوالفقار علی، مفتی حذیفہ اختر جامعہ صدیق اکبر ٹنڈو والہیار، مولانا محمد کاشف حنفی صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ حیدریہ، مولانا عبداللہ نقشبندی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ الحمدللہ! اس فکر سے گزشتہ سالوں کی نسبت ٹنڈو والہیار شہر کی عوام نے بھرپور شرکت کی۔

کانفرنس کے مہمانان خصوصی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی کراچی، مرکزی مبلغ ختم نبوت مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، قاری کامران حیدرآباد، مولانا خان محمد پٹھان تھے۔

کانفرنس کا آغاز متصل بعد نماز عشاء ہوا، تلاوت قرآن پاک کی سعادت مولانا حسین احمد صاحب مدرس جامعہ صدیق اکبر کو حاصل ہوئی۔ حمد ونعت حافظ حذیفہ کریم نے پیش کی اور بہاولپور سے آئے ہوئے نوجوان نعت خواں حافظ محمد وسیم نواز نے نظم پیش کی اور مجمع سے خوب داد پائی۔

مولانا خان محمد پٹھان صاحب نے سندھی میں شیریں خطاب فرمایا اور عقیدہ ختم نبوت اور فضائل قرآن پر بیان فرمایا۔

حضرت مولانا راشد محبوب صاحب نے عقیدہ ختم نبوت بہت ہی اچھے انداز میں بیان فرمایا۔ مرکزی مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب رحیم یار خان نے عقیدہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیاں بیان فرمائیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پیشینگوئیاں حرف بہ حرف سچی ثابت ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا: پیشینگوئیاں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی کی تھیں، مرزا کی ایک بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، مرزا نے پیشگوئی کی تھی کہ میں مکہ یا مدینہ میں مروں گا، لیکن وہ لاہور کے لیٹرین میں مرا، سارے مجمع نے مرزا پر لعنت بھیجی۔

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی مدظلہ نے بہت ہی اچھے انداز میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان فرمایا۔ آخر میں مشہور خطیب حضرت مولانا قاری کامران صاحب نے سیرت خاتم الانبیاء بیان فرمائی۔

سنجر چانگ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کام شروع کیا ہے، الحمدللہ! کئی خاندان مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی چھتری تلے آ چکے ہیں۔ اس کاوش میں سرفہرست درویش صفت انسان مولانا محمد علی صدیقیؒ سابق مبلغ ختم نبوت میرپورخاص، مولانا قادر نقشبندیؒ، مولانا توصیف احمد، مفتی محمد عرفان، مولانا راشد محبوب، مولانا مختار احمد اور دیگر علماء کرام برابر کے شریک ہیں، جتنے لوگ قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام کی آغوش میں پناہ لے رہے ہیں، ان حضرات کے نامۂ اعمال میں تا قیامت اجر لکھا جاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد علی صدیقیؒ کی قبر کو نور سے منور فرمائے۔

اس کانفرنس میں جن علماء کرام نے سرپرستی فرمائی، شرکاء نے شریک ہوکر کانفرنس کو کامیاب کیا، ساتھیوں نے بھرپور محنت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین۔

☆☆..................☆☆

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی دفتر ختم نبوت کراچی میں تشریف آوری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم ''حرمتِ سود سیمینار'' میں شرکت کے لیے کراچی تشریف لائے۔ اس موقع پر آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا، آپ کی آمد کے قیمتی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے علمائے کرام وکارکنانِ ختم نبوت کی بڑی تعداد جمع ہوگئی اور آپ کی مجلس میں شریک ہوکر آپ کی زیارت وقیمتی نصائح سے مستفید ہوئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کا یونٹ:

۲۰۱۶ء سے کام کررہا ہے۔ مولانا مفتی خالد میر جن کے ذمہ چکوال اور جہلم بھی ہیں کی دعوت پر راقم بھی چکوال حاضر ہوا، معلوم ہوا کہ مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی مدظلہ کے ہاں آج مجلس کے کارکنوں کا اجلاس بھی ہے۔ چنانچہ اس اجلاس میں مولانا قاضی ظہور حسین اظہر مدظلہ، حضرت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، حضرت مولانا قاری جمیل الرحمن، مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی (دامت برکاتہم) کی سرپرستی میں درج ذیل یونٹ تشکیل دیا گیا۔

امیر: مولانا مفتی محمد معاذ، ناظم اعلیٰ: مولانا حبیب الرحمن قاسمی اور دیگر عہدیداران تشکیل دیئے گئے، ان چھ سالوں میں مولانا مفتی محمد معاذ، مولانا حبیب الرحمن قاسمی نے ہفتہ میں ایک دن وقف کئے رکھا۔ پورے ضلع کے شہروں، تحصیلوں اور قصبات میں یونٹ تشکیل دیئے۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، خدام ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانیؒ تشریف لاتے رہے۔ راقم کو بھی کئی مرتبہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱:... چکوال جماعت ہر سال مقامی سطح پر کانفرنسوں کا اہتمام کرتی ہے۔

۲:... آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں قافلہ کی صورت میں شرکت کرتی ہے۔

۳:... چند سال پہلے ۱۲؍ربیع الاول کے جلوس میں قادیانیوں کی فائرنگ میں ایک مسلمان شہید ہوا، کئی ایک گرفتار ہوئے۔

چکوال جماعت نے اسیرانِ ختم نبوت کے گھروں میں خوراک وغیرہ کا انتظام کیا اور ان کے کیس کی پیروی میں شب وروز محنت کی۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ سے ملاقات: سلسلۂ نقشبندیہ کے نامور شیخ طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے فرزند ارجمند مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ کی خدمت میں ۱۲؍نومبر کو الفلاح مسجد چکوال میں منعقد ہونے والی چھٹی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر ملاقات ہوئی تو موصوف نے فرمایا کہ مولانا شجاع آبادی کا قیام کہاں ہوگا؟ تو میں نے کہا کہ جلسہ گاہ کے قریب رہائش کا انتظام کیا ہے، تو پیر صاحب نے فرمایا کہ مولانا شجاع آبادی کا قیام میرے گھر ہوگا۔ آپ انہیں بیان کے وقت لے جائیں اور بیان کے بعد میرے ہاں لے کر آئیں۔ چنانچہ کانفرنس میں عشاء کی نماز کے متصل بعد مولانا قاری علیم الدین شاکر کا بیان اور اسامہ اجمل کی نعت کے بعد مولانا شجاع آبادی نے تقریباً پون گھنٹہ بیان کیا، اس کے بعد پیر صاحب کے دولت خانہ پر حاضری ہوئی۔ صبح ناشتہ پر تفصیلی ملاقات ہوئی۔ تحریک ختم نبوت کے ماضی، حال اور مستقبل کے عنوان پر کافی دیر گفتگو رہی۔ بعدازاں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صوابی خیبرپختونخواہ کی کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

زیارت کاکا صاحب میں ختم نبوت کانفرنس: کاکا صاحبؒ علاقہ کے معروف بزرگ گزرے ہیں، جن کا مزار بھی اسی علاقہ میں ہے۔ آج سے تقریباً ۳۸۷ سال پہلے یہ علاقہ آباد ہوا۔ اس علاقہ میں دارالعلوم دیوبند کے چالیس فضلاء گزرے ہیں، آخری فاضل مولانا انوارالحقؒ تھے۔ ۹۵ سال کی عمر میں دو سال پہلے ان کا انتقال ہوا۔ تحریک آزادی کے نامور مجاہدین مولانا عزیر گلؒ اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بانی اساتذہ کرام میں سے مولانا نافع گلؒ بھی اسی علاقہ سے تھے۔

۱۳؍نومبر ۲۰۲۲ء کو زیارت کاکا صاحب کی عیدگاہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ کے امیر مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے مقامی علماء کرام مولانا سیّد شاہ صعود، مولانا محمد امجد، مفتی حماداللہ کے علاوہ مولانا قاری محمد اسلم، صوبائی مبلغ عابد کمال نے بھی خطاب فرمایا۔ آخری بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ آپ نے اپنے خطاب میں فضلائے دیوبند اور موجود علماء کرام کی دینی خدمات کو سراہا۔ کاکا صاحبؒ نے اپنی وفات سے پہلے اپنی جائے تدفین کی اپنے رفقاء کو نشاندہی فرمادی تھی۔ چنانچہ کاکا صاحبؒ کی وفات کے بعد آفریدی اور خٹک قبائل میں تدفین کے متعلق تنازعہ ہوگیا، ہر ایک

قبیلہ اپنے علاقہ میں تدفین چاہتا تھا۔ جب آپ کا جنازہ پڑھا گیا، اتفاق سے اسی جگہ جنازہ ہوا، جہاں کی وصیت ہوئی تھی۔ دونوں قبائل نے اٹھانے کی کوشش کی، چارپائی اٹھا نہ سکے۔ چنانچہ اسی جگہ مزار بنادیا گیا۔ ان کا اصل نام قسطیر گل تھا۔ پشتو میں بزرگ کو کاکا کہتے ہیں، تو نام کے بجائے کاکا صاحب مشہور ہوگیا۔ مولانا سیّد عدنان کاکا خیل اسی علاقہ اور انہیں کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت قسطیر گلؒ اویسیہ سلسلہ کے بزرگ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے تھے۔

گورنمنٹ ہائر سیکنڈری اسکول خیر آباد: اسکول کے پرنسپل مولانا احسان احمد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل ہیں۔ ان کے والد محترم جناب عبدالرزاق احراری تھے۔ موصوف شاہ جیؒ اور پوری جماعت کے ساتھ محبت فرماتے ہیں، جب ان سے درخواست کی گئی کہ مجلس کے مبلغ نوشہرہ تشریف لارہے ہیں، مسرت کا اظہار کرتے ہوئے، اپنے اسکول میں بیان کی اجازت دی، اسکول میں بارہویں جماعت تک کلاسیں ہیں۔ گیارہ سو اسٹوڈنٹس زیر تعلیم ہیں۔ ۱۴؍نومبر کو صبح دس تا گیارہ بجے، نویں کلاس سے بارہویں تک کے طلبہ سے ختم نبوت کی عظمت اور اہمیت پر خطاب ہوا۔ اسکول ۱۹۶۰ء میں مڈل سے شروع ہوا، آج سیکنڈری تک کلاسیں ہیں۔ صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال سلمہ نے پشتو میں بیان کیا، نوشہرہ مجلس کے امیر مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ کی قیادت ورفاقت میسر رہی۔

ایسٹ اسکول اینڈ کالج صوابی روڈ جہانگیرہ: اسی روز ظہر کی نماز سے پہلے ایسٹ اسکول اینڈ کالج جس کے پرنسپل جناب پروفیسر احتشام الحق ہیں۔ اس اسکول میں بھی سینکڑوں اسٹوڈنٹس زیر تعلیم ہیں۔ ظہر کی نماز سے قبل مولانا محمد عابد کمال اور راقم کے بیانات ہوئے، اسکول کا ڈسپلن معیاری ہے، تمام طلبہ اور اساتذہ نے بیانات توجہ سے سنے۔

بارہ پانڈو کی جامع مسجد میں تعزیتی جلسہ سے خطاب: ۱۳؍نومبر کو مسجد اور اس سے ملحقہ مدرسہ کے بانی مولانا شاہ حسینؒ کا انتقال ہوا۔ مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ کی قیادت ورفاقت میں تعزیت کے لئے حاضری ہوئی تو مرحوم مولانا پروفیسر شاہ حسین کے فرزندانِ گرامی کے حکم پر چند منٹ موت کے عنوان پر بیان ہوا۔

رشکئی میں ختم نبوت کانفرنس: رشکئی نوشہرہ کا معروف قصبہ ہے، جہاں مجلس کا فعال یونٹ کام کر رہا ہے۔ ۱۴؍نومبر عصر سے عشاء تک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت نوشہرہ مجلس کے امیر مولانا قاری محمد اسلم نے کی۔ حافظ بشیر جان نے نعتیہ کلام پڑھا، جبکہ چارسدہ مجلس کے امیر مولانا پیر حزب اللہ جان مدظلہ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے استاذ الحدیث، مولانا محمد ادریس مدظلہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر اہم موضوعات پر بیانات ہوئے۔ نیز قادیانیوں سے اقتصادی، معاشی بائیکاٹ کی اپیل کی گئی۔ حضرت مولانا شیخ محمد ادریس مدظلہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہاتھوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ کے امیر مولانا قاری محمد اسلم حقانی کی خدمت میں شیلڈ پیش کی گئی، جس کا سامعین نے نعروں کی گونج میں خیر مقدم کیا۔ مولانا اسفندیار، قاری ریاض اللہ، قاری محمد شفیق، مفتی محمد عباس، مولانا احتشام مدنی، محمد ایاز، حاجی محمد خان، حاجی خلیل الرحمن نے بھرپور محنت کی۔

گورنمنٹ ڈگری کالج میں بیان: گورنمنٹ ڈگری کالج نظام پور میں ۱۵؍نومبر صبح دس تا گیارہ بجے تک محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عابد کمال کے بیانات ہوئے۔ کالج کے پرنسپل اور اسٹاف نے مبلغین ختم نبوت کے بیان کا خیر مقدم کیا۔ مبلغین ختم نبوت نے نوجوانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا۔ اسٹوڈنٹس سے کہا گیا کہ آپ کے ایمان کو خریدنے کے لئے بہت سے بے دین آئیں گے، کہیں امریکا کے گرین کارڈ کا لالچ دیا جائے گا اور کہیں برطانیہ کے ویزے کا، کہیں نوکری کا لالچ دیا جائے گا اور کہیں چھوکری کا، آپ نے ان تمام چیزوں کو ٹھکرا

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، پتوکی

قصور رپتوکی (مولانا عبدالرزاق) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم اکتوبر بعد نماز عشاء تحفظ ختم نبوت کانفرنس مولانا مفتی عاطف مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی جبکہ نقابت مولانا محمد عبداللہ انور نے کی۔ رانا محمد عثمان قصوری نے نعت پیش کی اور قاری محمد اکرام کی تلاوت ہوئی۔ ضلع قصور کے مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق اور مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا مفتی حسن مدظلہ کا بیان ودعا ہوئی۔ علاقہ بھر کے علماء کرام وعوام الناس کثرت سے کانفرنس میں شریک ہوئے۔ مجلس انتظامیہ مسجد نے مہمانوں کی کھانے سے تواضع کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

دینا ہے۔ بھوک وننگ اور افلاس برداشت کر لینا، لیکن سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی نہیں کرنا۔

نظام پور میں ختم نبوت کانفرنس: جامع مسجد گجوخیل نظام پور میں ظہر کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا قاری محمد اسلم نے کی۔ مولانا عابد کمال اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ مبلغین نے اپنے بیانات میں جہاں عقیدۂ ختم نبوت پر تفصیلی روشنی ڈالی، وہاں مبلغین نے کہا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ قرب قیامت میں فتنے اتنی کثرت سے آئیں گے گویا جیسے تسبیح کا دھاگا ٹوٹ جائے تو منکے پر منکا گرتا ہے، ایسے ہی فتنے اتنی کثیر تعداد میں آئیں گے۔ ان سے بچنا اور اپنی اولادوں کو بچانا، یہ اہل ایمان کے فرائض میں شامل ہے۔ ابھی قادیانیت کا فتنہ اپنی تمام تر سروسامانیوں کے ساتھ موجود تھا کہ جاوید غامدی اور مرزا انجینئر محمد علی جہلمی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم ان شاء اللہ! اپنے روحانی آباؤ اجداد کی طرح ان فتنوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔

راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی چار روزہ تبلیغی دورہ پر خیبر پختونخواہ میں حاضر ہوا۔ ۱۳؍نومبر کو صوابی کی عظیم الشان دو روزہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور بیان کی سعادت نصیب ہوئی، بعد ازاں ضلع نوشہرہ کے مختلف مقامات پر کانفرنسوں میں شرکت اور بیان کا موقع ملا، جس کی تفصیل اوپر آچکی ہے۔ ان تمام کانفرنسوں میں مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ کی قیادت اور صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال کی رفاقت میسر رہی۔ ☆☆

چکوال میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے زیر اہتمام ۱۲؍نومبر کو جامع مسجد الفلاح میں چھٹی سالانہ عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی دو نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست مغرب سے عشاء تک، دوسری نشست عشاء کی نماز کے بعد سے رات گئے تک، پہلی نشست کی صدارت مدرسہ تدریس القرآن چکوال کے مہتمم مولانا عتیق الرحمن نے کی، جبکہ دوسری نشست کی صدارت مجلس چکوال کے سرپرست مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی مدظلہ نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مقامی امیر مولانا مفتی محمد معاذ نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے انجمن تاجران، وکلاء، صحافی اور معززین شہر نے خطاب کیا۔ دوسری نشست سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری علیم الدین شاکر نے اپنے مخصوص انداز میں قرآن وحدیث اور اجماع امت کے حوالہ سے بیان کیا۔ آپ کے بیان سے مجمع میں ایمانی جذبات کو جلا ملی۔ آپ نے فرمایا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارہ سو صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان قربانی پیش کی۔ ہماری موجودہ تحریک میں ۱۹۵۳ء کی تحریک میں دس ہزار مسلمانوں نے گریبان کھول کر تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا کر اپنی جانیں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر کے خیر القرون کی قربانیوں کی یاد تازہ کر دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ تحریک ختم نبوت میں علماء کرام کی محنتوں، مشائخ عظام کی دعاؤں، شہدائے ختم نبوت کی قربانیوں سے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ آئینی ترمیم سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک میں اس وقت کے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸۔سی کا اضافہ کرتے ہوئے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی۔ آپ نے کہا کہ پاکستان کے لوئر کورٹ سے سپریم کورٹ تک، پاکستان کی پارلیمنٹ سے گمبیا کی جنرل کونسل اور پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو ذلت ورسوائی کے گڑھوں میں دھکیل دیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت ایک مردہ لاش ہے، جس میں دنیائے کائنات کی کوئی طاقت روح نہیں پھونک سکتی۔ آخری خطاب ملک کے نامور خطیب مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ کا ہوا، انہوں نے بھی اپنے مخصوص انداز میں قادیانیت کے خوب لتے لئے، انہوں نے کہا کہ وہ وقت دور نہیں جب قادیانیت کا وجود حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا۔ چکوال مجلس کا یونٹ مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی، مولانا مفتی محمد معاذ، مولانا حبیب الرحمن قاسمی، علاقائی مبلغ مولانا مفتی خالد میر اور ان کے رفقاء کی مساعی جمیلہ سے موثر کردار ادا کر رہا ہے۔ چکوال ضلع کی تحصیلوں، یونین کونسلوں، چکوک اور قصبات میں یونٹس بھرپور محنت کر رہے ہیں۔ جہاں مذکورہ بالا حضرات کی محنتیں رنگ لا رہی ہیں، وہاں سلسلۂ نقشبندیہ کے معروف شیخ طریقت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، تحریک خدام اہلسنت پاکستان کے امیر مولانا قاضی ظہور حسین اظہر، شیخ الحدیث مولانا غلام مرتضیٰ، شیخ الحدیث مولانا مفتی جمیل الرحمن (دامت برکاتہم) کی دعائیں حصار کا کام دیتی ہیں۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرمائیں۔

میرے اساتذۂ کرام رحمہم اللہ علیہم

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا عبدالحئی بہلوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

راقم کے ایک استاذ محترم پیر طریقت، رہبر شریعت، شیخ التفسیر حضرت اقدس مولانا عبدالحئی بہلویؒ نقشبندی تھے۔ آپ ۱۹۳۲ء میں اپنے آبائی وطن بہلی شریف جلال پور پیر والا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی حضرت بہلویؒ سے حاصل کی۔ بعدازاں فاضل دیوبند تلمیذ حضرت شیخ الہندؒ حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ سے نحو اور فاضل دیوبند مولانا محمد امیر جھوک وینس سے منطق اور دوسری کتابیں پڑھیں دورۂ حدیث جامعہ مخزن العلوم خان پور سے کیا۔ جن سے راقم نے غالباً ۱۹۷۰ء/۱۹۷۱ء میں دورۂ تفسیر پڑھا۔

سیّدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ جو راقم کے مرشد اول تھے، ان سے دورۂ تفسیر پڑھنے کے لئے (جو شعبان المعظم، رمضان المبارک میں ہوتا تھا) داخلہ لیا۔ پندرہ پارے حضرت اقدسؒ نے خود پڑھائے، جبکہ پندرہ پارے حضرت مولانا عبدالحئیؒ نے پڑھائے۔ حضرت ثانیؒ جو حضرت بہلویؒ کے منجھلے صاحبزادے اور نقش ثانی تھے۔ اٹھنا، بیٹھنا، چال، ڈھال، طرزِ تدریس حضرت بہلویؒ کی طرح تھا۔ حضرت بہلویؒ چونکہ بوڑھے ہو چکے تھے، اس لئے انہیں معاون کی ضرورت تھی، جو حضرت مولانا عبدالحئیؒ نے پوری کی۔

راقم کو اگرچہ دورۂ تفسیر کے دوران کوئی خاص شعور نہ تھا، تاہم پڑھنے کا ذوق وشوق تھا اور حضرت بہلویؒ کے دورۂ تفسیر کی شہرت چار دانگ عالم تھی۔ کیسا عجیب دور تھا کہ شعبان المعظم و رمضان المبارک کی چھٹیوں میں ہر طرف تفسیر قرآن کی بہاریں تھیں، حضرت بہلویؒ جامعہ اشرف العلوم شجاع آباد میں پڑھاتے۔ حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ خان پور میں، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ شیرانوالہ لاہور میں، ایک سال مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے بھی شیرانوالہ کے مدرسہ قاسم العلوم میں دورۂ تفسیر پڑھایا۔ امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ تعلیم القرآن راولپنڈی میں۔

> حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کا دورۂ تفسیر، تفسیر کے ساتھ ساتھ روحانی بیماریوں کا عظیم شفا خانہ تھا، اللہ، اللہ کیا رونقیں ہوتی تھیں۔ تفسیر قرآن کا طرز شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کا حسین امتزاج تھا

ہمارے حضرت بہلویؒ کا دورۂ تفسیر، تفسیر کے ساتھ ساتھ روحانی بیماریوں کا عظیم شفا خانہ تھا، جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ پندرہ پارے حضرت بہلوی ثانیؒ نے ہمیں پڑھائے۔ اللہ، اللہ کیا رونقیں ہوتی تھیں۔ تفسیر قرآن کا طرز شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کا حسین امتزاج تھا۔ حضرت بہلویؒ کی تو اپنی آن، بان، شان تھی، لیکن ہمارے حضرت ثانیؒ بھی اپنے والد محترم کے فیوضات و برکات کا مجموعہ تھے۔ وہی انداز بیان، وہی طرز ادا، وہی عاجزی وانکساری، وہی عبدیت وفنائیت طلبہ کرام کے دکھ سکھ کو اپنا سمجھنا، انتہائی محبت کے ساتھ پیش آنا۔ قرآن پاک کے نکات بیان کرنے کا انداز بھی ایک جیسا، گویا آپ حضرت والا کی کاپی ہیں تکلف اور تصنع سے کوسوں دور۔ اللہ، اللہ کے طرز ادا تھا۔ ڈیڑھ پونے دو ماہ دیکھتے ہی دیکھتے گزر گئے۔ حضرت اقدس بہلویؒ سبق کے دوران کوئی نہ کوئی وظیفہ اور اپنا مجرب عمل بیان فرماتے، لیکن حضرت ثانی صرف تفسیر قرآن پر اکتفا فرماتے شاید والد اور شیخ کے احترام میں۔

حضرت اقدس بہلویؒ کا انتقال ہوا، تو حضرت الاستاذ مولانا عبدالحئیؒ نے لائن پار جامعہ بہلویہ کے نام سے اپنا علیحدہ مرکز بنالیا تاکہ بھائیوں میں کوئی اختلاف نہ ہو اور حضرت ثانیؒ نے پورے ملک میں تبلیغی واصلاحی دورے شروع فرمادیئے۔ دن رات سفر، صبح و شام سفر، مسلسل اسفار سے آپ کی صحت بگڑنا شروع ہوگئی۔ اللہ پاک نے آپ کو تین بیٹے عطا فرمائے۔ آپ نے اپنی زندگی میں بڑے بیٹے مولانا عبداللہ ازہرؒ کو خانقاہ سپرد کی۔ منجھلے بیٹے قاری حبیب اللہؒ کو مدرسہ، چھوٹے بیٹے قاری شفیق الرحمن کو برادری اور

دوسرے امور سپرد فرمائے۔

آپ کی زندگی کے شب وروز گزرتے گئے تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے ۱۹؍شوال المکرم ۱۴۲۰ھ داعی اجل کولبیک کہااور بنائے گئے جامعہ کی جامع مسجد کے جنوبی مشرقی کونہ میں مدفون ہوئے۔ اللہ پاک آپ کی اولاد و امجاد کواپنے والد اور دادا کی عظیم وراثت کوسنبھالنے کی توفیق دیں۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستار جامعہ خیرالمدارس ملتان کی اقتدأ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق آپ کے جنازہ میں پچاس ہزار سے زائد علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ، قرأ اور مسلمانوں نے شرکت کی۔

حضرت الشیخ مولانا نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ

راقم کے اساتذہ کرام میں ایک معروف استاذ شیخ الحدیث مولانا نذیر احمدؒ بانیٔ جامعہ امدادیہ فیصل آباد تھے۔ راقم نے ۱۹۷۴ء میں جامعہ خیرالمدارس ملتان میں حضرت شیخؒ سے سلم العلوم پڑھی۔ تقریر لمبی ہوگئی توسلم العلوم کے بعد کچھ صفحات ملاحسن کے بھی تھے۔ وقت مختصر ہونے کی وجہ سے حضرت الشیخؒ نے قصیدہ بردہ شریف سبقاً اور طرز کے ساتھ پڑھائی۔ آپ کے آباؤ اجداد علی گڑھ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد محترم کا نام مراد بخش اور دادا کا بیگا تھا۔ آپ ۱۹۳۱ء میں روشن والا میں پیدا ہوئے۔ آپ نے میٹرک اپنے علاقہ روشن والا کے ہائی اسکول سے کیا۔ والدین اور خاندان کا ارادہ آپ کو انجینئر بنانے کا تھا، لیکن آپ کے ایک ماموں مولانا کرم الٰہی تھے جو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے مرید تھے۔ ان کے نام حکیم الامتؒ کے ملفوظات آتے، ان کے مطالعہ اور ماموں کی ترغیب نے آپ کو دینی تعلیم کی طرف متوجہ کردیا۔ آپ نے نحو وغیرہ جامعہ ربانیہ پھلور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ سے پڑھی۔ ازاں بعد آپ نے روشن والا کے مدرسہ میں مولانا مہابت خانؒ سے ہدایہ اور مختصر المعانی وغیرہ تک کتب پڑھیں، مولانا مہابت خانؒ اٹک کے رہنے والے تھے۔ لاہور پائلٹ ہائی اسکول وحدت روڈ سے متصل جامع مسجد مہابت خان غالباً انہیں کے نام سے معنون ہے۔ جمعیت علماء اسلام کے سابق مرکزی ناظم اطلاعات مولانا حافظ محمد ریاض درانیؒ انہیں کے فرزند ارجمند تھے۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمدؒ، مولانا جمال الدینؒ، علامہ محمد شریف کشمیریؒ سے احادیث نبویہ کی فیوض و برکات حاصل کیں۔ استاذ محترم حضرت مولانا خیر محمدؒ کے حکم سے سات سال جامعہ نعمانیہ کمالیہ میں تدریس کی۔

حضرت الاستاذؒ کے حکم پر جامعہ خیرالمدارس ملتان میں استاذ کی حیثیت سے ۱۳۸۳ھ، مطابق ۱۹۶۴ء میں مقرر ہوئے۔ خیرالعلماء نے انہیں حدیث پاک کی معروف کتاب مشکوٰۃ شریف کا سبق عنایت فرمایا اور آپ کی مشکوٰۃ اتنی مشہور ہوئی کہ دور دراز سے طلبہ کرام آپ سے مشکوٰۃ شریف پڑھنے کے لئے خیرالمدارس ملتان میں داخل ہوئے۔

آپ ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء تک جامعہ خیرالمدارس میں احادیث کریمہ سمیت دیگر علوم و فنون کی بڑی کتابوں کے استاذ رہے۔ تاآنکہ دارالعلوم ٹنڈوالہ یار سندھ کے شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی وفات کے بعد ٹنڈو الہ یار تشریف لے گئے۔ تبلیغی جماعت کے معروف بزرگ اور مبلغ مولانا مفتی زین العابدینؒ نے آپ کو فیصل آباد دارالعلوم میں شیخ الحدیث کے عظیم منصب پر فائز کردیا اور آپ کو شیخ الحدیث کا لقب دیا، آپ چھ سال تک دارالعلوم فیصل آباد کے شیخ الحدیث رہے۔

۱۹۸۳ء میں آپ نے جامعہ امدادیہ کے نام سے کرایہ کی عمارت میں ادارہ قائم کیا، تین سال بعد اللہ پاک نے ستیانہ روڈ پر وسیع وعریض قطعۂ اراضی عطا فرمادیا اور جامعہ امدادیہ اپنی جگہ اور عمارت میں منتقل ہوگیا۔ اللہ پاک نے آپ کے اخلاص کی برکت سے جامعہ امدادیہ کو چار چاند لگادیئے اور ملک بھر سے طلبہ کرام کشاں کشاں داخلہ کے لئے آنا شروع ہوگئے اور آپ کا دورۂ حدیث بھی بامِ عروج پر پہنچ گیا۔ اللہ پاک نے آپ کو مہمان نوازی، طلبہ کرام سے محبت اور انتظامی مہارت کے اوصاف وافر مقدار میں عطا فرمائے۔ آپ نے اپنے ادارہ کو صرف تعلیم و تربیت تک محدود کردیا۔ سیاسیات، عسکریت پسندی، فرقہ واریت سے ادارہ کو کوسوں دور رکھا، جیسا کہ پہلے مذکور ہوا کہ راقم نے حضرت الشیخؒ سے منطق کی معروف کتاب سلم العلوم آپ سے پڑھی۔ اللہ پاک نے آپ میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا، جس کی وجہ سے آپ نے ہمیں ''ملاحسن'' کے بجائے قصیدہ بردہ شریف جو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ پر مدحیہ قصیدہ ہے، ہمیں طرز اور لے کے ساتھ مزہ لے لے کر پڑھایا۔ آپ کا اصلاحی

تعلق حضرت مولانا خیر محمدؒ خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ سے تھا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت تھانویؒ کے ایک اور خلیفہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کے دامن سے وابستہ ہوگئے اور مجاز بھی ہوئے۔

آپؒ نے نصف صدی سے زائد دینی خدمات سرانجام دیں۔ ہزارہا علماء کرام نے آپ سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی اور ہزاروں علماء کرام نے علوم نبوت اور احادیث نبویہ آپ سے پڑھیں۔ آپ ایک بااصول عالم دین اور شیخ طریقت تھے، جسے حق سمجھا، ڈنکے کی چوٹ کہا۔ آپ کے مدرسہ میں سیاسی اور عسکری سرگرمیوں کی اجازت نہ تھی، بلکہ کسی بھی جماعت کو جماعتی پروگرام کرنے کی اجازت نہ تھی، لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کی کانفرنسوں میں نہ صرف شرکت کی اجازت تھی بلکہ ابتدائی کانفرنسوں میں تو آپ کے جامعہ کے طلبہ خدمت کے لئے بھی جاتے رہے۔ چناب نگر کورس کی دعوت دینے کے لئے عام طور پر راقم کی ڈیوٹی لگتی، نہ صرف بیان کی اجازت مرحمت فرماتے بلکہ خود اعلان فرماتے کہ ہمارے ساتھی ختم نبوت پر بیان کریں گے، راقم کو بعد میں کہنا پڑتا کہ راقم آپ کا ساتھی نہیں، شاگرد ہے۔

آپؒ سوائے صیانۃ المسلمین کے پروگراموں کے عام طور پر کسی دینی پروگرام میں شرکت نہ فرماتے، لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کانفرنسوں میں تلامذہ سمیت شرکت فرماتے۔ آخر عمر میں بلڈ پریشر کی شکایت ہوگئی اور لقوہ بھی ہوا، علاج معالجہ جاری رہا۔ اللہ پاک کے فضل و کرم سے یہ خادم علوم نبوت ۱۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ مطابق ۳؍جولائی ۲۰۰۴ء کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے: ”یاایتھاالنفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی“ کا مصداق بنا۔

اللھم اغفرلہ، وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ، ونقہ من الذنوب کما ینقی الثوب الابیض من الانس، آمین یا اللہ العالمین۔

استاذ محترم مولانا مشتاق احمد رحمہ اللہ

راقم کے ایک استاذ مولانا مشتاق احمدؒ تھے جو جلال پور پیروالا کے علاقہ ”کرم علی والا“ کے رہنے والے تھے، ان کے والد محترم مولانا نور محمد شاید درس نظامی کے فاضل نہ ہوں، لیکن صوم و صلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے اونچے لمبے قد کے انسان تھے۔

مولانا مشتاق احمدؒ نے زیادہ تر تعلیم دارالعلوم کبیر والا سے حاصل کی اور ۱۹۶۵ء میں جامعہ خیرالمدارس سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ قابل مدرس تھے۔ تمام علوم کی کتابوں کی تدریس پر قدرت رکھتے تھے۔ مدرسہ عزیزالعلوم شجاع آباد میں کئی سال استاذ رہے۔ جب مفسر القرآن حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ جمعیت اشاعت التوحید سے استعفیٰ دے کر ان کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر میدان میں آگئے تو چونکہ مولانا مشتاق احمد اشاعتی حلقہ سے خاصے متاثر تھے تو انہوں نے مدرسہ عزیزالعلوم کے مشرق میں مدرسہ ربانیہ کا بورڈ لگا کر علیحدہ ادارہ قائم کرلیا جو زیادہ دیر نہ چل سکا۔ انہوں نے مدرسہ عزیزالعلوم سے شمال مغرب میں ادارہ قائم کرلیا۔ شریف اللہ خان ان کے مدرسہ کے منتظم تھے، چتروڑگڑھی نے اعتماد علی السلف کے خلاف جو بیج بویا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شریف اللہ خان نے مسلک اہلسنت کو چھوڑ کر اہلحدیث مسلک اختیار کرلیا اور اپنا ادارہ اہلحدیث حضرات کے سپرد کردیا، آج شجاع آباد کے معروف معالج ڈاکٹر ابراہیم انصاری اس کا نظم چلا رہے ہیں، مولانا نے قریب ہی جگہ خرید کر کے اپنا ادارہ جامعہ اسلامیہ کے نام سے قائم کرلیا، جو آج صرف حفظ و ناظرہ کی ایک آدھ کلاس تک محدود ہے۔ مولانا کے فرزندارجمند مولانا ہدایت اللہ اس کا نظم چلا رہے ہیں، راقم نے انہیں وفات سے چند روز قبل دیکھا کہ ایک ٹوٹی پھوٹی چارپائی پر جس کی پائنتی کی رسی بھی صحیح نہیں تھی، لیٹے ہوئے تھے۔ راقم کے ان کی حالت زار دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آگئے اور راقم کا دل و دماغ چند سال پہلے ان کی کروّ فر والی زندگی کی طرف متوجہ ہوگیا، سچ ہے: پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔

مدرسہ عزیزالعلوم سے فراغت کے بعد چند سال مدرسہ قاسم العلوم ملتان پھر اشاعت والوں کے ایک ادارہ غالباً حرث ال آخرہ میں بھی استاذ رہے۔ مماتیوں کی جماعت کے ضلعی امیر بھی رہے، لیکن وہ احمد سعید کی جارحانہ تقاریر کو محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ یعنی مسئلہ کو صرف علماء کرام کی حد تک رکھنے کے قائل تھے، اسے عوام میں لانے اور بازاری زبان کو ناپسند کرتے تھے۔ غالباً اس کی بنیادی وجہ قدوۃ السالکین، مرشد العلماء حضرت اقدس سیدی و مرشدی حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کی خدمت میں یعنی آپ کے ادارہ میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ ہوسکتی ہے۔ بعض منہ پھٹ مماتیوں کی طرح اکابرین علماء دیوبند کے لئے نازیبا الفاظ نہیں

کہتے تھے۔ انتہائی ادب واحترام کے ساتھ اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام کا نام لیتے، مجلس میں آنے کے بعد بھی آپ سے بیسیوں ملاقاتیں رہیں۔ راقم کے لاہور کے دور میں اپنے مدرسہ کے لئے تشریف لاتے، ملاقات ہوجاتی۔ آخری ملاقات کا تذکرہ پہلے کرچکا ہوں۔

آپ نے اپنے بعد چار بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے، ان کی وفات ستمبر ۲۰۰۶ء میں ہوئی۔ اتفاق سے راقم شہر گھریلو ضروریات کے لئے آیا ہوا تھا۔ جامع مسجد گلستان المعروف کمیٹی والی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھی، اتفاق سے قاری محمد عارف، مولانا رضاء المنعم سمیت کئی ایک حضرات موجود تھے۔ قاری محمد عارف کہنے لگے: مماتی کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟ راقم نے کہا کہ مماتی اگر گستاخ رسول ہو تو نہ صرف اس کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں، بلکہ اسے ووٹ دینا بھی جائز نہیں، اگرچہ وہ کسی جماعت کی طرف سے ہوں۔

حضرت مولانا قاری شوق محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاری شوق محمدؒ نوراجہ بھٹہ جلالپور پیروالا کے رہائشی تھے۔ ہوش سنبھالنے کے بعد انہوں نے زیادہ تر تعلیم تحصیل خمرہ رحیم یار خان، مولانا خیر محمد مکیؒ اور مولانا محمد مکی مدظلہ کے مدرسہ میں حاصل کی، جبکہ قرأت عشرہ انہوں نے سندھ کے معروف استاذ مولانا قاری محمد علیؒ شکارپوری کے مدرسہ میں پڑھی۔ جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ انوریہ طاہروالی بہاولپور میں کیا۔ بہاولپور کے علاقہ حلیم پورا بھنڈہ اور کئی علاقوں میں تدریس قرآن کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ اگرچہ ظاہری آنکھوں سے محروم تھے، لیکن دل کی آنکھوں کے بینا تھے۔

راقم نے نورانی قاعدہ کی الف با سے ناظرہ قرآن شریف ان سے مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں پڑھا۔ فن قرأت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ آپ اس سے فرمائیں کہ مفسر القرآن حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ ان سے اصلاح لیتے تھے، یعنی قرآن پاک کے الفاظ کا تلفظ اوران کی صحت آپ سے کراتے۔

آپ کا خاندان دینی علوم کا وارث خاندان ہے۔ آپ کے ایک بھائی مولانا غلام فرید مدظلہ جامعہ قاسم العلوم ملتان کے قدیم فضلاء میں سے تھے۔ راقم ان کی زیارت سے فیضیاب ہوا۔ آپ کے ایک بھائی حافظ عطاء محمدؒ تھے جو بہاولپور کے چک ۱۲ بی سی میں ایک عرصہ تک مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے امیر مولانا مفتی معاذ اور بہاولنگر میں ایک معروف ناظم مفتی محمد ادریس بھی انہیں کے فرزندان گرامی ہیں، مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ قرآن پاک ناظرہ انہیں سے پڑھا۔ آخر عمر میں ضعف و عوارض کی وجہ سے تدریس جاری رکھنا مشکل ہوگیا تو آپ نے اپنے حصہ کی زرعی زمین کی کاشت کی نگرانی شروع کردی، تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے ۲۷/دسمبر ۲۰۰۴ء کو داعی اجل کو لبیک کہا، آپ کے شاگرد رشید اور برادرزادہ مولانا مفتی محمد معاذ مدظلہ فرماتے ہیں جب آپ کو قبر میں لٹایا گیا تو آپ کی قبر مبارک روشن ہوگئی اور روح مضطر کو قرار سا آ گیا: ”یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی“

راقم کے قرآن پاک کی تصحیح کے ایک اور استاذ مولانا قاری عظیم بخش مدظلہ ہیں۔ راقم ۱۹۷۷ء کے اوائل میں جب رحیم یار خان کا مبلغ بن کر گیا تو رحیم یار خان میں مجلس کا کوئی دفتر نہیں تھا۔ رحیم یار خان مجلس کے ناظم اعلیٰ قاری عبدالخالق احرارؒ نے بستی امانت علی کے محلہ قمر آباد کی جامع مسجد القمر میں راقم کی تقرری کرادی۔ انہیں کوئی امام نہیں ملتا تھا اور راقم کے پاس دفتر نہیں تھا۔ رہائش کے عوض انہوں نے امامت اور صبح کا درس مجھے دلوادیا۔

بندہ اپنے دو تین عزیز پڑھنے کے لئے ساتھ لے گیا۔ ایک روز راقم نے صبح کی نماز پڑھائی تو میرے ان عزیزوں میں سے ایک عزیز نے کہا کہ چچا جی! آپ قرآن پاک صحیح نہیں پڑھتے۔ راقم اسی روز نورانی قاعدہ لے کر اس عزیز کے استاذ کے پاس چلا گیا اور درخواست کی کہ مجھے نورانی قاعدہ پڑھادیں اور میرا قرآن پاک صحیح کرادیں۔ قاری صاحب دامت برکاتہم کو باور کراتے ہوئے مجھے تقریباً آدھ گھنٹہ لگانا پڑا، انہوں نے مہربانی فرماکر مجھے اپنی کلاس میں بٹھادیا۔ راقم نے حضرت قاری مدظلہ سے نورانی قاعدہ اور آخری پارہ کی کچھ سورتیں پڑھیں۔ راقم کا یہ دعویٰ تو نہیں کہ راقم قرآن پاک بالکل صحیح پڑھتا ہے، لیکن بالکل غلط بھی نہیں پڑھتا، یہ استاذ محترم حضرت قاری عظیم بخش مدظلہ ہیں جو امام القرأ حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے شاگرد رشید ہیں اور رحیم یار خان میں تحفیظ قرآن کا ایک ادارہ چلارہے ہیں، کی مہربانی اور نوازش سے ہوا۔ جزاہ اللہ خیر الجزأ۔

☆☆..........................☆☆

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1200
5	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
6	تحریک ختم نبوت (10 جلد مکمل سیٹ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
7	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
8	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 1 تا 20 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	5100
9	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
11	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
12	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
13	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	130
14	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	150
15	سیرت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	150
16	تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
17	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما	400
18	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
19	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (دوجلدیں)	رسائل اکابرین	400
20	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	120
21	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	250

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ